ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ — 8 — اگست 2005ء

بیاد

بطلِ حریت امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

"مخلوق میں جب تک خالق کا نظام نہیں چلایا جائے گا
دنیا میں امن نہ ہو گا۔"

نورِ ہدایت

القرآن

اللہ کی روشنی

''اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے؟ جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو بتلاتے ہیں 'مسلمان ہونے کو o اور اللہ ہدایت نہیں دیتا 'بے انصاف لوگوں کو o چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور چاہے برا مانیں کافر o وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کی سوجھ دے کر اور سچا دین کہ اس کو غالب کرے (ظاہر کرے) سب دینوں سے اور چاہے برا مانیں مشرک o'' (الصّف: ۷تا۹)

الحدیث

ظالم بادشاہ سے نجات کی دعا

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے ظالم بادشاہ کے پاس اور ہر طرح کے خوف کے وقت پڑھنے کے لیے یہ کلمات سکھائے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم اور کریم ہے۔ وہ اللہ پاک ہے جو ساتوں آسمانوں کا اور عظیم عرش کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ میں تیرے بندوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(حیات الصحابہ۔ حصہ سوم۔ ص ۴۰۰)

الآثار

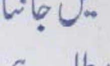

''پالیٹکس''

''سارے قرآن میں ''پالیٹکس'' کے مفہوم میں سیاست کا لفظ نہیں۔ ہاں میں جانتا ہوں! اس کے معنی ''دھوکہ'' کے ہیں اور یہ فرنگی مقامروں کی ایجاد ہے۔ جس کا مطلب ہی فریب دہی ہے۔ ''پالیٹیشنز'' کے وعدے پورے ہونے کے لیے نہیں بلکہ ٹالنے کے لیے کئے جاتے ہیں۔ ان بدبختوں کے دل پر اللہ کے سوا ہر شئے کا خوف غالب ہے۔

میں نے ''پالیٹکس'' کے لفظ سے زیادہ شریر لفظ نہیں دیکھا۔ یہ خدع و فریب کے ایک ایسے اجتماعی کاروبار کا نام ہے جس سے بابولوگ اغراض کی دُکان چمکاتے ہیں۔

اِس دور میں ''پالیٹکس'' کا مطلب ''فتنہ خیزی''، ''فتنہ پروری'' اور ''فتنہ انگیزی'' ہے۔''

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 16 شمارہ 8 جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ اگست 2005ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد

سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

مولانا حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقائے فکر

چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک	150 روپے
بیرون ملک	1000 روپے
فی شمارہ	15 روپے

ترسیل زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 1-5278

یو بی ایل چوک مہربان ملتان

تشکیل

دل کی بات:	وقت آئے گا تو مجبوروں کا ڈر ٹوٹے گا	مدیر	02
دین و دانش:	اہلِ دین پر جاری مصائب میں رجوع الی اللہ کی اشد ضرورت	سید عطاء المہیمن بخاری	04
//	درسِ قرآن	محمد احمد حافظ	05
//	رحمۃ للعالمین ﷺ کے والدین جنتی ہیں (دوسری قسط)	مولانا عبدالخالق گھلو	08
//	شیطان کی سوانح عمری سے ایک ورق	مولانا احمد سعید دہلویؒ	12
افکار:	حب بل..... مخالفین کا بے جا واویلا	احمد معاویہ	13
//	مسئلہ ہماری شناخت کا ہے	سید محمد معاویہ بخاری	16
//	خبردار، ہوشیار!	حامد میر	20
//	اس شجر کو کاٹ دو ایسا یہاں کوئی نہ ہو	عابد مسعود ڈوگر	22
//	تحریک آزادیٔ کشمیر اور مجلس احرار اسلام	مولانا مجاہد الحسینی	26
//	ملتان کا تحفہ	عطاء اللہ شہاب	30
بیادِ امیرِ شریعت (۴۴ ویں یومِ وصال پر یادوں بھری تحریریں)	امیرِ شریعتؒ زندہ ہیں	پروفیسر خالد شبیر احمد	33
	تیرے فراق میں (نظم)	پروفیسر خالد شبیر احمد	36
	ان دیکھا محبوب	ابوسفیان تائب	37
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریجی	41
شاعری:	غزل (ڈاکٹر عتبان محمد چوہان) قطعات (میجر (ر) محمد سعید اختر)		42
ردِّ قادیانیت:	مرزا صاحب اور حدیث (آخری قسط)	شیخ راحیل احمد	44
//	سید منیر احمد شاہ کے اعزاز میں اہالیان کولون کا جلسہ	شیخ راحیل احمد	48
//	جرمنی میں سید منیر احمد شاہ کا قبول اسلام (ضروری وضاحت)	شیخ راحیل احمد	50
اسماء الاطفال:	بچوں اور بچیوں کے نام	ادارہ	51
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	53
حسن انتقاد:	تبصرہ کتب (مولانا محمد مغیرہ، سید محمد کفیل بخاری)		62

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎ 061-4511961

دل کی بات

وقت آئے گا تو مجبوروں کا ڈر ٹوٹے گا

''سید'' پرویز مشرف کے قوم سے خطابِ عالی کے بعد دینی مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن، گرفتاریاں اور تشدد کو دیکھ کر ذہن میں سوال انگڑائیاں لیتا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے پاکستان اسی لیے بنایا تھا؟ کیا ان کے سہانے خوابوں کی یہی تعبیر ہے؟ دل نے کہا...... خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

دہشت گردی اور شدت پسندی کے خاتمے کی چڑیا شاہ پرویز کے ہاتھ میں آ گئی ہے اور یہ چڑیا ان کے لیے زندگی موت کا مسئلہ بن گئی ہے۔ وہ لٹھ لے کر دینی مدارس کے امن پسند اساتذہ علماء کرام، ہونہار طلباء وطالبات، دینی جماعتوں کے غریب اور نہتے کارکنوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اس سے قبل انہوں نے ملک بھر کے پولیس افسروں کو باریابی سے مشرف فرمایا اور اُن سے خطاب بھی فرمایا۔ ''دہشت گردوں اور شدت پسندوں کو پکڑلو۔ کسی افسر وزیر کی نہ سنو، صرف میری سنو۔ کسی کی پرواہ مت کرو، صرف مجھ سے بات کرو۔'' نتیجتاً پکڑ دھکڑ، وحشت ودہشت اور ظلم وعدوان کا بازار گرم ہو گیا ہے۔ دہشت گرد اور قاتل دندنا رہے ہیں اور بے گناہ غریب دبوچے جا رہے ہیں۔

''شاہ پرویز'' کی عجیب منطق ہے۔ ''بدقسمتی سے پوری دنیا میں مسلمان ہی دہشت گردی میں ملوث ہیں۔'' نائن الیون میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی ہو یا سیون سیون میں لندن کے ٹرین دھماکے' سب یہود ونصاریٰ کی سازش ہے۔ میئر لندن اور دیگر مغربی تھنک ٹینکس اور تجزیہ نگاروں نے دنیا کو حقائق کا جو آئینہ دکھلایا ہے' اسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ دہشت گردی کا ناسور خود مغرب کے اندر سے پھوٹا ہے۔ کسی مدرسے کا ایک بھی طالب علم دہشت گردی میں ملوث نہیں۔ شاہ پرویز اور ان کے مصاحب ''چودھری'' خود اس کا اقرار کر چکے ہیں۔ مدارس ضرور رجسٹرڈ ہونے چاہئیں لیکن اُن کا گلا گھونٹنے کی سازش نہیں ہونی چاہیے۔ وفاق المدارس کی قیادت نے درست فیصلہ کیا ہے اور برحق مطالبہ کر کے عزیمت کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس پر وہ تمام دینی حلقوں کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہم جدید تعلیم کے نہیں' نام نہاد روشن خیالی کے مخالف ہیں۔ اسی لیے جبین ناز پہ بل آ گئے ہیں اور حسبہ بل پر بل کھا رہے ہیں۔ علماء کو ایک ایک کر کے قتل کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً عروس البلاد کراچی تو مقتل گاہِ علماء بن گیا ہے۔ اہل حق اور صاحبانِ عزیمت کو دیوار سمجھ کر یوں راستے سے ہٹانے سے کون کامیاب ہوا ہے؟ کروسیڈی استعمار کے حکم پر ایک خطرناک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ پیارے وطن کی سلامتی خطرے میں ہے۔ زبان وقلم پہ پہرے، ہاتھوں میں زنجیریں اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ آخر کب تک؟ حالات ہمیشہ ایک جیسے تو نہیں رہتے۔

آج مجبور ہیں حالات کی سختی سے سبھی
وقت آئے گا تو مجبوروں کا ڈر ٹوٹے گا

شاہ کا فرمان ہے کہ ''میں سیّد ہوں'' رعایا نے کب انکار کیا ہے کہ یوں منوانے پر مصر ہیں۔

سید الکونین، خاتم النبیین، معلم انسانیت، رحمت عالم ﷺ کے پیارے نواسے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے تو دینی ونسبی غیرت وحمیت کا علم بلند کیا۔ ہر جور وجفا کا منہ توڑا، جرأت وشجاعت کو اختیار کیا اور مرتبہ شہادت پر فائز ہوکر لازوال ہوگئے۔ خونِ رسول ہاشمی ﷺ کا یہی تقاضا تھا جسے پوری عظمت وشوکت کے ساتھ پورا کیا اور امر ہوگئے۔

اقبال اگر روشن خیال سیّد کے دور میں ہوتے تو یہ شعر کہنے پر شدت پسند کہلاتے:

یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

جنابِ ''سیّد'' نے فرمایا: ''میں چھے بار بیت اللہ شریف کے اندر گیا ہوں۔ میرے لیے توبہ کا دروازہ کھولا گیا۔ میں نے چھت پر چڑھ کے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔''

''تعبیر الرؤیا'' میں ہے کہ اگر کوئی شخص یہ خواب دیکھے کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر کھڑا ہے تو یہ گمراہ اور مرتد ہونے کی علامت ہے۔ اُسے توبہ کرنی چاہیے اور اللہ سے ہدایت مانگنی چاہیے'' کہ توبہ کا دروازہ تو کھلا ہے''

یہ تو خواب کا مسئلہ ہے اور بیداری میں ایسا کرنا' شعائر اللہ کی توہین کے مترادف ہے۔

مولوی پر ''دقیانوس'' اور ''جاہل'' ہونے کا فتویٰ بھی صادر ہوا ہے۔ ایک ہی وقت میں روشن خیال سیّد نے دو گالیاں ارشاد فرمائی ہیں۔ ''دقیانوس'' روم کا کافر ومشرک اور ظالم بادشاہ تھا۔ اور ''جاہل'' ...... کیا کہوں......؟

یہ تو ہوسکتا ہے دل میں کہوں منہ پر نہ کہوں
یہ نہ ہو گا کہ ستم گر کو ستم گر نہ کہوں

دین والوں پر اتنا ظلم کیجیے جس کا بھگتان بھی آپ کر سکیں اور مظلوموں کی چیخیں سن کر اتنے ہی خوش ہوں کہ غم کا بوجھ بھی اٹھا سکیں۔ یہ اقتدار و اختیارِ دنیا تو عارضی ہے۔ اس میں بھی انسان بے بس ہے۔ اللہ بس، باقی ہوس!

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: ''مجھے اپنی زندگی پر کتنا اختیار ہے؟'' فرمایا: ''کھڑے ہوجاؤ، ایک ہاتھ اٹھاؤ، دوسرا ہاتھ اٹھاؤ، ایک پاؤں اٹھاؤ، اب دوسرا پاؤں اٹھاؤ'' عرض کیا: دوسرا تو نہیں اٹھتا۔ فرمایا: ''بس اتنا ہی اختیار ہے۔

بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا
اگر اس طرۂ پُر پیچ وخم کا پیچ وخم نکلے

اہل دین پر جاری مصائب میں رجوع الی اللہ کی اشد ضرورت

حالیہ دنوں میں پاکستان کے دینی مدارس، دینی جماعتیں، علماء اور دینی کارکن بدیسی آقاؤں کے حکم پر سدیشی حکمرانوں کے شدید مظالم کا شکار ہیں۔ مدارس پر پولیس چھاپے، معصوم طالبات کے تقدس کی پامالی، علماء، خطباء اور طلباء پر جھوٹے مقدمات اور ناجائز گرفتاریاں، مساجد کی حرمت وعظمت کی پامالی اور قرآن وحدیث کی تعلیم پر قدغنیں ہمیں غفلت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی اشد ضرورت کا احساس دلا رہی ہیں۔ وحشت ودہشت اور ظلم وسفاکی کے اس ماحول میں صرف اللہ رحمٰن ورحیم کی واحد ہستی ہے جس کی بارگاہ میں مظلوموں کی آہ بغیر کسی رکاوٹ کے سنی اور قبول کی جاتی ہے۔

دینی مدارس کے محترم اساتذہ کرام کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ مصیبت کے حالات میں نبی کریم ﷺ کے تعلیم کردہ معمولات کو دوام کے ساتھ اختیار کریں۔

(۱) طلباء کی ایک مستقل جماعت کو بلاناغہ آیتِ کریمہ اور قنوتِ نازلہ پڑھنے پر مامور فرمائیں۔ اسی طرح سورۃ یٰسین کی تلاوت کا معمول بھی جاری فرمائیں۔

(۲) عمومی طور پر تمام مسلمان ہر نماز کے بعد سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ فلق اور سورۃ والناس کی تلاوت کو معمول بنائیں

(۳) اسی مقصد کے لیے مسنون دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

ہر نماز کے بعد ۲۱ مرتبہ اعداء الاسلام والمسلمین کی ہلاکت وبربادی کا تصور کر کے پڑھیں۔

(۴) اپنی غفلت وکوتاہی کی معافی کے لیے استغفار کی ایک تسبیح صبح شام کا معمول بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

ظالموں اور فاسقوں، فاجروں کے تسلط سے نجات عطاء فرمائے۔

موجودہ مصائب اور آفات وبلیات سے محفوظ فرمائے۔ عراق وافغانستان، کشمیر وفلسطین اور دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے اور وطن عزیز پاکستان کی حفاظت فرمائے۔

امتِ مسلمہ پر رحم فرمائے اور دین اسلام کو طاغوت پر غلبہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

خادم اسلام سید عطاء المہیمن بخاری
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

اہلِ ایمان کی فلاح کا دارومدار

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْوَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o (آلِ عمران،۲۰۰)

ترجمہ:''اے ایمان والو! صبر کرو اور (شدائد جنگ کے باوجود) جمے رہو اور (مقابلے کے لیے) مستعد رہو اور اللہ رب العزت سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

یہ سورۃ آلِ عمران کی آخری آیت ہے اور گویا پوری سورۃ کا خلاصہ ہے۔ اس آیت پر اہلِ ایمان کو چار چیزوں کی وصیت کی گئی ہے: (۱) صبر (۲) مصابرہ (۳) مرابطہ (۴) تقویٰ

زمانہ حال میں جیسے حالات چل رہے ہیں اور اہلِ ایمان جس قسم کی تکالیف اور صعوبتوں سے نبرد آزما ہیں اور جس طرح اہلِ حق علماء کو شہید کیا جا رہا ہے ان حالات کے پس منظر میں یہ آیت ہمیں ایک خاص سبق دیتی ہے۔

صبر

آیتِ کریمہ میں پہلے نمبر پر صبر کو بیان کیا گیا ہے۔ صبر کی علماء نے تین قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) صبر علی الطاعات: یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پابندی کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنت کو لازم پکڑنا۔

(۲) صبر عن المعاصی: یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے روک دیا ہے ان سے رک جانا۔ خواہ وہ نفس کو کتنی ہی مرغوب کیوں نہ ہوں۔

(۳) صبر علی المصائب: یعنی مصیبت و تکلیف پر صبر کرنا خاص طور پر جبکہ یہ مصائب اللہ کے دین پر عمل پیرا ہونے کے بعد پیش آئیں۔ ان مصیبتوں سے گھبرا کر دامنِ حق نہ چھوڑنا بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینا۔

مصابرت

آیتِ کریمہ میں دوسری چیز مصابرت ذکر فرمائی گئی، اس کے معنیٰ ہیں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہنا۔ شدائد جنگ اور زخموں سے چور ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے آخرت کے اجر کی امید رکھتے ہوئے میدانِ جہاد میں ڈٹے رہنا۔ علماء کرام نے اس کی ایک اور تفسیر کی ہے کہ جس طرح ہر مؤمن و مسلم کے ظاہری دشمن میں اسی طرح باطنی دشمن بھی ہیں جن میں سب سے زیادہ خطرناک انسان کا نفس ہے، تو اس سے بھی ہر وقت چوکنا اور مستعد رہنے کی ضرورت ہے' اس لیے کہ یہ کسی وقت بھی انسان کو راہِ حق سے بھٹکا کر گناہوں کی پر خار وادی میں دھکیل سکتا ہے۔ اس لیے اس سے بھی ہوشیار رہنا لازم ہے۔

مرابطہ

آیتِ کریمہ میں تیسری چیز مرابطہ ذکر فرمائی گئی ہے، رباط کا لغوی معنٰی باندھنا، نگرانی کرنا، دشمن کے مقابلے میں دار الاسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرنا، اسلامی مملکت کی حفاظت کے لیے جنگی ساز وسامان سے مسلح رہنا رباط میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری نماز کی بروقت اور جماعت کے ساتھ ادائیگی کے لیے فکرمند رہنا ہی رباط میں شامل ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں تمہیں وہ چیز بتاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیں اور تمہارے درجات بلند فرما دیں' وہ چیزیں یہ ہیں: (۱) وضو کو مکمل طور پر کرنا باوجود کہ سردی یا زخم وغیرہ کے سبب اعضاءِ وضو کا دھونا مشکل نظر آرہا ہو۔ (۲) مسجد کی طرف کثرت سے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتے رہنا۔ اس کے بعد فرمایا ''**ذالکم الرباط**'' (یعنی یہ بھی رباط فی سبیل اللہ ہے) امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔ اس حدیث کی رو سے امید ہے کہ جو شخص ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی پابندی کرے اس کو بھی اللہ تعالیٰ وہ ثواب عظیم فرمائیں گے جو رباط فی سبیل اللہ کے لیے احادیث میں مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اصل رباط فی سبیل اللہ اس سے ایک مختلف چیز ہے اور وہ ہے اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کرنا اور کفار سے مقابلے کے لیے جنگی ساز وسامان تیار رکھنا۔ احادیث میں اس کے بہت زیادہ فضائل آتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے'' صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک دن رات کا رباط ایک مہینے کے مسلسل روزے اور تمام شب عبادت میں گزارنے سے بہتر ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مرگیا تو اس عملِ رباط کا روزانہ ثواب ہمیشہ کے لیے جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا رزق جاری رہے گا اور وہ شیطان سے محفوظ و مامون رہے گا'' امام قرطبی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''مسلمانوں کی کمزور سرحد کی حفاظت اخلاص کے ساتھ' ایک دن رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں کرنے کا ثواب سو سال کے مسلسل روزوں اور شب بیداری سے افضل ہے اور رمضان میں ایک دن کا رباط ایک ہزار سال کے صیام و قیام سے زیادہ افضل ہے۔''

رباط کے عمل کی اتنی زیادہ فضیلت یوں ہی نہیں ہے' مجاہدین اسلام اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر دشمن کے سامنے صف آراء ہوتے ہیں تو ایک ایک لمحہ موت کا پیغام ہوتا ہے مگر اللہ کے یہ سچے بندے اس خوف و ہراس کی کیفیت کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مستعد اور تیار کھڑے ہوتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ کفار اسلامی سرحد کی خلاف ورزی کی کوشش کریں تو ان کا منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔

تقویٰ

آیت کریمہ میں چوتھی بات تقویٰ کی بیان کی گئی ہے۔ پچھلے ایک درس میں تقویٰ کی حقیقت مختصر طور پر بیان کی جاچکی ہے۔ یہاں بس اتنا سمجھ لیجئے کہ تقویٰ نام ہے ہردم اللہ رب العزت کی رضا جوئی کی تلاش میں رہنا اور اس کے قہر و غضب سے ڈرتے رہنا۔ آیت بالا میں یوں سمجھ لیجئے کہ تقویٰ کو بطور شرط بیان کیا گیا ہے۔ صبر ومصابرہ اور مرابطہ بغیر تقویٰ کے ثمرآور نہیں ہوسکتے۔

فلاح

آخر میں ''**لعلکم تفلحون**'' کہہ کر بتادیا کہ کامیابی وناکامی کا دارومدار ان چار چیزوں پر ہے۔ فلاح کا وعدہ انہی لوگوں کے لیے ہے جن میں یہ چاروں صفات موجود ہوں اور فلاح کیا ہے؟ فلاح اس عظیم کامیابی کا نام ہے جسے دخول جنت اور جہنم سے نجات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام کا تصور فلاح عمومی طور پر رائج فلاح کے تصور سے بہت مختلف ہے۔ عام طور پر دنیوی کامیابی اچھے بینک بیلنس، جاہ ومنصب اور عیش وتنعم کو انسانی فلاح کا نکتۂ عروج خیال کیا جاتا ہے جبکہ اسلام کا تصور فلاح یہ ہے کہ نفسِ انسانی تزکیہ حاصل کرلے اور اس کا دل معاصی سے پاک ہوکر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے آگے جھک جائے۔ جب ایسا ہوجائے تو وہ عبدِ مومن فلاح کا حقیقی مستحق ہوگا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا

(تحقیق کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو سنوار لیا اور بے شک نامراد ہو جس نے اپنے نفس کو آوارہ چھوڑ دیا)

اور یہ تو اوپر بتا ہی دیا کہ فلاح نام ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور جنت النعیم میں دخول۔

آخری بات

موجودہ احوال میں زیر درس آیت ہمارے لیے ایک خاص پیغام رکھتی ہے۔ یوں تو اللہ کی پوری کتاب ہی مومنین کے لیے ہدایت اور رہنمائی ہے لیکن اس آیت کو ہمارے حالات سے ایک خاص تعلق ہے۔ اس وقت اہل دین بحیثیت مجموعی جن حالات سے گزر رہے ہیں اور جس طرح کے شدائد ومصائب نازل ہورہے ہیں' دشمنانِ اسلام جس طرح خفیہ وعلانیہ سازشوں میں مصروف ہیں' ان کے پیش نظر ہر صاحبِ ایمان کو صبر وتقویٰ اور مصابرہ ومرابطہ کی طرف بطور خاص دھیان دینا چاہیے۔ ان چاروں صفات کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھا ذکر فرمایا ہے اور ان میں خاص حکیمانہ تعلق ہے۔ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ نصرانیوں کی طرح محض صبر کا پیکر نہیں بن جاتا بلکہ اہل ایمان کی قوت وسطوت اور شوکت کے لیے پیش آمدہ تکالیف پر صبر کرتا ہے اور ظاہری وباطنی دشمنوں سے ہوشیار رہتے ہوئے' ان کی سرکوبی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ اس سارے عرصے میں تقویٰ کی ڈھال کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ یہی وہ خاص پیغام ہے' اس آیت کا جو آج کے مسلمانوں سے مخاطب ہے۔ یہ چاروں نکات وہ خاص اصول ہیں جن میں ہماری دنیوی کامیابی اور اخروی فلاح مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے اس پیغام کو سمجھنے اور اس پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

واللہ المستعان وعلیک البلاغ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم

مولانا عبدالخالق گھلّو رحمہ اللہ (دوسری قسط)

رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں

لاہور سے ہمارے محبّ مولانا قاری حبیب الرحمٰن زیدت معالیکم (مدیر ماہنامہ ''القاری'') نے تصحیح فرمائی ہے کہ یہ مضمون حضرت مولانا عبدالخالق گھلُّو مظفر گڑھی رحمہ اللہ کا ہے نہ کہ حضرت مولانا عبدالخالق ملتانی رحمہ اللہ کا۔ دونوں ہم نام تھے اور دونوں کبیر والا میں رہے۔ اس سے اشتباہ پیدا ہوا۔ انہوں نے اس رسالہ کے ناشر شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد مدظلہ کو بھی مطلع فرمایا اور حضرت نے مجھے تصحیح کی تاکید فرمائی۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں مولف رحمہ اللہ کے مختصر حالاتِ زندگی شائع کئے جائیں گے۔ اس عنایت پر ہم قاری حبیب الرحمٰن صاحب کے شکرگزار ہیں۔ (مدیر)

تیسرا مسلک

حضور ﷺ کے والدین شریفین کے متعلق امام جلال الدین سیوطیؒ نے مسالک الحنفاء میں یہ نقل کیا ہے کہ جب دین محمدی کامل طور پر نازل ہو چکا تو حضور ﷺ کے والدین شریفین کو حضور ﷺ کی خاطر زندہ کیا گیا اور وہ حضور ﷺ پر بالتفصیل ایمان لائے (دیکھو مسالک الحنفاء صفحہ ۵۶ تا ۵۹) امام موصوف فرماتے ہیں کہ یہی مسلک ہے حفاظ محدثین کی جماعت کثیرہ کا، جن میں سے ہیں۔ محدث ابن شاہین بغدادیؒ اور ابوبکر خطیب بغدادیؒ اور سہیلیؒ اور امام قرطبیؒ اور محبّ طبری اور علامہ ناصر الدین ابن منیر مالکیؒ وغیرہم اور اس مسلک کی دلیل وہ حدیث ہے جس کو محدث ابن شاہینؒ اپنی کتاب (الناسخ والمنسوخ) میں اور خطیب بغدادیؒ اپنی کتاب (السابق واللاحق) میں اور دار قطنیؒ اور ابن عساکرؒ (غرائب مالک) میں اور سہیلیؒ (الروض الانف) میں اور علامہ ناصر الدین ابن منیر مالک اپنی کتاب (المقتضیٰ فی شرف المصطفےٰ) میں اور حافظ الحدیث فتح الدین ابن سید الناسؒ اپنی کتاب (سیرۃ) میں اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین اپنی کتاب (مورد الصادی فی مولد الہادی) میں لائے ہیں۔ اور اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ عقبہ حجوں پر گزرے اور غمگینی اور حزن کی حالت میں وہاں اترے اور کچھ دیر کے بعد نہایت شاداں اور خنداں شکل میں واپس تشریف لائے۔ میں نے استفساراً عرض کیا تو فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا تھا اور اللہ عزوجل سے عرض کیا کہ انہیں زندہ کیا جائے تو وہ زندہ کی گئیں اور مجھ پر ایمان لائیں پھر انہیں اللہ عزوجل نے عالم برزخ کو واپس کر لیا۔ اس حدیث کے متعلق اما سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن فضائل ومناقب میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہوتی ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی اس منقبت میں کہ آپ کے والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور وہ بالتفصیل ایمان لائے یہ حدیث مقبول ہے۔ (کذا فی مسالک الحنفاء ص ۵۷ اور الدرج المنیفہ ص ۷ والقامۃ السندسیہ ص ۵)

امام سیوطیؒ کا دوسرا رسالہ اس مسئلہ میں الدرج المنیفہ فی الآباء الشریفہ ہے۔ اس کا حاصل بھی وہی ہے جو مسالک الحنفاء کا ہے۔ الدرج المنیفہ میں امام سیوطیؒ نے حضور ﷺ کے والدین شریفین کے متعلق نجات کے قائلین علماء کو تین درجوں میں تقسیم کیا ہے ایک درجہ وہ جو کہتے ہیں کہ والدین شریفین قبل از بعثت وقبل از دعوۃ دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ لہٰذا وہ آیت شریفہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا . وغیرہا من (الآیات والا حادیث) کے ماتحت ناجی ہیں۔ دوسرا درجہ وہ علماء جو کہتے ہیں کہ اکمالِ دین کے بعد والدین شریفین کو زندہ کیا گیا تھا اور وہ حضور ﷺ پر تفصیلی ایمان لائے تھے لہذا وہ ناجی ہیں۔ تیسرا درجہ وہ علماء کرام جو کہتے ہیں کہ والدین شریفین دین ابراہیمی پر تھے لہذا ناجی ہیں۔

تیسرا رسالہ امام سیوطیؒ کا اَلْمُقَامَةُ السُّنْدُسِیَّةُ فِی النِّسْبَةِ الْمُصْطَفَوِیَّة ہے۔ اس میں اما موصوف نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے نسب شریف حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے لے حضرت نوح علیہ السلام کے عہد تک کل اسلام ہی اسلام پر رہے ہیں۔ لقولہ تعالیٰ:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (البقرہ . ۲۱۳)۔ ترجمہ: لوگ ایک ہی امت تھے یعنی مسلمان تھے۔

امام موصوف فرماتے ہیں کہ اس بارہ میں آثار صحیحہ وارد ہوئے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے حضرت نوح علیہ السلام کے عہد تک سب مسلمان ہی مسلمان تھے۔ آگے طبقات ابن سعد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے عمر بن عامر خزاعی کے عہد تک کوئی مشرک نہیں تھا آگے تاریخ ابن حبیب سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عدنان معد، ربیعہ، مضر، خزیمہ اور اسد سب ملت ابراہیمی پر تھے۔ آگے دلائل النبوۃ ابونعیم سے نقل کرتے ہیں کہ کعب ابن لوی نے اپنی اولاد کو ایمان بالنبی ﷺ کی وصیت کی تھی۔ انتہی جس سے ثابت ہوا کہ کعب بن لوی کو حضور ﷺ کے ساتھ ایمان تھا۔ آگے لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب اہلِ فترۃ میں سے تھے۔ اور موحد تھے جیسا کہ ان کا یہ شعر ان کے موحد ہونے پر دال ہے: وَانْصُرْ عَلٰی آلِ الصَّلِیْبِ وَ عَابِدِیْهِ الْیَوْمَ آلِکَ .

''اور آج تو مدد کر صلیب کے پجاریوں کے مقابلے میں اپنے متبعین کی''

آگے آیت شریفہ:

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِناً وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ.(ابراھیم . ۳۵) سے مجاہدؒ اور سفیان بن عیینہؒ کا استدلال نقل کیا ہے۔ اس پر کے اولاد ابراہیم علیہ السلام میں ہمیشہ توحید رہی ہے۔

ترجمہ آیتِ مَتْلُوَّہ ''اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھ۔''

آگے آیت شریفہ: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ (ابراہیم، ۴۰) سے ابن جریجؒ کا استدلال نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ بعض لوگ خدا تعالیٰ کے عبادت گزار رہے ہیں۔

ترجمہ: اے میرے رب مجھے اپنا عبادت گزار مُقِیْمُ الصَّلٰوةِ بنائے رکھ اور میری اولاد میں سے بھی۔ آگے لکھتے ہیں کہ حضرت

ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور قتادہؒ نے آیت شریفہ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (الزخرف ،۲۸) سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ مُوَحِّد لوگ خدا تعالیٰ کے عبادت گزار رہے ہیں۔ ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلمہ توحید کو (بذریعہ اپنی دعا کے) اپنی اولاد میں باقی رکھا۔

ان آیات سے امام سیوطیؒ کا مدعا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں جو موحد لوگ ہوتے آئے ہیں۔ وہ حضور اکرم خاتم الانبیاء ﷺ کے آباء تھے۔ کیونکہ اگر حضور اکرم ﷺ کے آباء موحد نہ ہوں اور اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے دوسرے لوگ موحد ہوں تو وہی دوسرے لوگ حضور ﷺ کے آباء سے افضل بنیں گے کیونکہ موحد غیر موحد سے افضل ہوتا ہے۔ حالانکہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے آباء ہر زمانے میں اپنے اپنے زمانے کے دوسرے لوگوں سے افضل رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے آباء موحد رہے ہیں۔ امام سیوطیؒ نے اس رسالے کے صفحہ ۱۹ میں یہ حدیث بھی نقل کی ہے۔ سَأَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّا يُدْخِلَ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيَ النَّارَ فَاَعْطَانِيْ ذٰلِكَ ۔ ترجمہ: میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میرے اہل بیت سے کسی کو آگ میں داخل نہ کرے، تو رب تعالیٰ نے میری یہ درخواست منظور فرمالی ہے۔

امام سیوطیؒ لفظ اہل بیت کے عموم سے دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا سارا خاندان اصول وفروع اس بشارت میں داخل ہے۔

چوتھا رسالہ امام سیوطیؒ کا اَلتَّعْظِيْمُ وَالْمِنَّةُ فِيْ اَنَّ اَبَوَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ہے اور اس کا مقصد نام سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین شریفین جنت میں ہیں اور اس مدعی کو امام سیوطیؒ نے اس طرح ثابت کیا ہے کہ جس حدیث میں استغفار کی اجازت نہ ملنے کا ذکر ہے وہ پہلے کی ہے فتح مکہ کے دن کی۔ اور والدین شریفین کے زندہ ہو کر ایمان لانے کا قصہ بعد کا ہے حجۃ الوداع کے موقع کا۔ جیسا کہ حافظ ابوبکر خطیبؒ نے كِتَابُ السَّابِقُ وَاللَّاحِقُ میں اس کی تصریح کی ہے۔ اسی واسطے حافظ ابن شاہینؒ محدث نے اپنی کتاب (الناسخ والمنسوخ) میں حدیث احیاء کو ناسخ اور استغفار کی اجازت نہ ملنے والی حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے اور امام قرطبیؒ نے بھی تذکرہ میں احیاء کی حدیث کو ناسخ قرار دیا ہے اور امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ استغفار کی اجازت نہ ملنے والی حدیث بھی کفر یا شرک وغیرہ پر دال نہیں۔ کیونکہ ابتدا میں حضور ﷺ مدیون پر نماز جنازہ پڑھنے اور اس کے لیے استغفار کرنے سے بھی ممنوع تھے۔ حالانکہ اس کی وجہ کفر یا شرک نہیں تھا بلکہ اور حکمت تھی تو اسی طرح استغفار کی اجازت نہ ملنا والدہ ماجدہ کے حق میں بھی کسی اور حکمت پر مبنی تھا۔ ورنہ بالاجمال وہ پہلے سے مومنہ تھیں اور موحدہ تھیں۔ جیسا کہ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں یہ روایت لکھی ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اپنی وفات کے وقت میں جبکہ حضور ﷺ پانچ سال کے تھے حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر یہ اشعار پڑھے تھے:

اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْاَنَامِ
مِنْ عِنْدِ ذِي الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَفِي الْحَرَامِ

تُبْعَثُ بِالتَّحْقِیْقِ وَالْاِسْلَامِ دِیْنِ اَبِیْکَ اِبْرَاهَامِ
فَاللّٰهِ اَنْهَاکَ عَنِ الْاَصْنَامِ اَنْ لَّا تُوَالِیَهَا مَعَ الْاَقْوَامِ

ترجمہ: اگر میرا خواب سچا ہے تو آپ خداوند ذوالجلال والاکرام کی طرف سے مبعوث ہونے والے ہیں۔ مکہ کی سرزمین میں آپ پر دین اسلام کی وحی شروع ہوگی جو آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ تو میں آپ کو بتوں سے منع کرتی ہوں کہ بت پرست لوگوں کا ساتھ نہ دینا اور بتوں کی طرف مائل نہ ہونا۔

دیکھئے جب والدہ ماجدہ حضور ﷺ کی بعثت کی خبر فرما رہی ہیں کہ آپ دین اسلام کے ساتھ مبعوث ہوں گے اور بتوں سے منع فرما رہی ہیں تو اس سے والدہ ماجدہ کا موحد ہونا اور بالاجمال حضور ﷺ کی بعثت پر ایمان رکھنا ثابت ہوگیا۔

اگر کہا جائے کہ اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ میں ''اِنْ'' کا لفظ شک پر دال ہے تو جبکہ شرط مشکوک ہوئی تو اس کی جو جزا ہے یعنی فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامِ وہ بھی مشکوک ہوگئی۔ تو ایمان اور یقین کیسے ثابت ہوا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ''اِنْ'' ہمیشہ شک کے لیے نہیں ہوتا بلکہ کبھی اس کا مدخول یقینی بھی ہوتا ہے جیسا کہ خداوند عزوجل مومنین کو فرمایا کرتے ہیں: اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْن. تو اس اجمالی ایمان کے باوجود جب حضور ﷺ پر اسلام کامل طور پر نازل ہو چکا تو حجۃ الوداع کے موقع پر والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور تفصیلی ایمان سے ان کو مشرف فرمایا گیا۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خاطر حضور ﷺ کے والدین شریفین کو زندہ کرنے اور ان کو تفصیلی ایمان سے مشرف کرنے کی نظیر یہ ہے کہ سورج غروب ہوگیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر فوت ہوگئی تھی لیکن حضور ﷺ کے طفیل سے سورج کو لوٹایا گیا تھا تاکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوت شدہ نماز قضا نہ بنے بلکہ ادا ہو جائے۔ **ذکرہ الطحاوی رحمہ اللہ وقال حدیث ثابت** اور دوسری نظیر یہ ہے کہ جب امام مہدیؒ تشریف لائیں گے تو اصحاب کہف کو زندہ کر کے ان کا معاون بنایا جائے گا اور خاتم الانبیاء ﷺ کی امت میں شامل کیا جائے گا۔ **ذکرہ ابن مردویہ فی تفسیر عن ابن عباس مرفوعاً.**

اس رسالے کے خاتمہ میں امام سیوطیؒ امام رازیؒ کی تفسیر کبیر سے ناقل ہیں کہ آیت شریفہ: اَلَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ○ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ (الشعراء۔۲۱۸،۲۱۹) دال ہے اس پر کہ حضور ﷺ کے تمام آباء کرام مسلمان تھے کیونکہ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کا نور مبارک ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے اور امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس دعوے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ یعنی میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ تو اگر خدانخواستہ آپ کے اصول میں سے کوئی مشرک ہوتا تو وہ ناپاک ہوتا کیونکہ مشرکین کے بارے میں خداوند عزوجل فرماتے ہیں اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَس" یعنی مشرکین پلید ہیں۔ تو جبکہ مشرکین پلید ہیں اور حضور ﷺ کے آباء اور امہات سب کے سب پاک ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباء وامہات مسلمان اور موحد ہیں کوئی ان میں سے کافر یا مشرک نہیں ہے۔ وَهُوَ الْمَطْلُوْب. (جاری ہے)

سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ

شیطان کی سوانح عمری سے ایک ورق

اعوذ بالله من الشطین الرجیم

شیطان دشمنِ انسان نے بادشاہوں کے دل میں یہ مکر کا جال پھیلا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ تمہیں حاکم نہ بناتا اور نہ بندوں پر اپنا نائب کرتا۔ اس مکر کے جال سے اس طرح ہم آگاہ کرتے ہیں کہ اگر یہ لوگ حقیقت میں اس کے نائب ہیں تو اس کے قانونِ شریعت کے مطابق حکم کریں اور اسی کی مرضی تلاش کریں تو وہ ان کو پسند کرے گا۔ رہا ظاہری سلطنت ہونا' تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگوں کو دی جن کو وہ قطعاً دشمن رکھتا تھا اور بکثرت ایسے لوگوں کو دنیا میں سلطنت دی جن کی طرف رحمت کی نظر نہ فرمائے گا (جیسے نمرود، فرعون اور دقیانوس وغیرہ) یہ اس کی قدرت کے کرشمے ہیں اور اس کی نیرنگیاں ہیں کہ بہتوں کو انبیاء صالحین پر مسلط کر دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام و صالحین کو قتل کر ڈالا۔ یہ سلطنت ان کے لیے باعثِ رحمت نہیں بلکہ باعثِ زحمت تھی۔

شیطان دشمنِ انسان بادشاہوں اور حکام کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ سلطان اور والیٔ ملک کے لیے ہیبت درکار ہے ، پھر اس کا طریقہ نکالتے ہیں اور عالموں کی صحبت کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اپنی جہالت کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ پس جس نے محض ہیبت کے خیال سے خلافِ شرع اپنا رعب داب بٹھایا وہ شیطان کے جال میں پھنس گیا۔

ابلیس یہ وسوسہ حاکموں کے دل میں ڈالتا ہے کہ تمہارے دشمن بہت ہیں۔ لہٰذا ہر طرف بہت مضبوط پہرے رکھو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضرورت مند کی حاجت روائی اور مظلوم کی دادرسی مشکل ہو جاتی ہے۔ اس طرح کرنے سے انصاف نہیں ہوسکتا اور بے انصافی ہونے سے حکام وسلاطین کی دین ودنیا تباہ ہو جاتی ہے۔

شیطان حاکموں اور بااختیار لوگوں کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ وہ کمزور رعایا سے زبردستی مال چھینیں اور پھر اس میں سے کچھ خیرات کر دیں تو اس خیرات کرنے سے جبر وغصب کا گناہ مٹ جائے گا۔ وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ صدقہ کا ایک پیسہ ہمارے دس پیسہ کے غصب کا جرم مٹا دے گا، یہ خیال باطل اور محال ہے کیونکہ زبردستی چھین لینے کا گناہ باقی ہے اور صدقہ کا پیسہ تو وہ اگر غصب کے مال سے تھا تو قبول نہ ہوگا اور اگر مالِ حلال سے تھا تو بھی غصب کا جرم معاف نہیں کرا سکتا۔ اس لیے فقیر کو دینا دوسرے مظلوم کا حق باقی رہنے کو نہیں روکتا۔ بلکہ فقہا کی جماعت کثیر نے کہا کہ غصب وغیرہ حرام مال میں سے صدقہ دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر میں داخل ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن بن علی جوزیؒ کا قول ہے کہ سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگوں کے پاس آتا ہے وہ جہالت کا دروازہ ہے۔ پس جاہلوں کے ہاں وہ بے کھٹکے داخل ہوتا ہے۔ رہا عالمؔ اس کے یہاں سوائے چوری کے کسی طرح نہیں آسکتا ۔اعوذ بالله من الشطین الرجیم (تازیانۂ شیطان ۔ص ۱۱۸)

احمد معاویہ

حسبہ بل......مخالفین کا بے جا واویلا

حیرت ہے کہ ایک بے ضرر سے بل پر اتنا شور مچایا جا رہا ہے۔ جب سے حسبہ بل پیش ہوا ہے عام لوگوں کو طالبانائزیشن، مُلّا ازم اور ملاؤں کی حکومت کے نام پر ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے۔ کبھی کہا جا رہا ہے کہ حسبہ بل سے ملک میں انتشار پھیلے گا، کبھی کہا جا رہا ہے کہ حسبہ بل آئین سے متصادم ہے۔ بعض لوگوں نے اسے عوام کے آئینی حقوق چھیننے اور ''ملاؤں'' کو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے اجازت نامے سے تعبیر کیا ہے۔ مزید حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جیسے ہی سرحد اسمبلی نے واضح اکثریت کے ساتھ حسبہ بل منظور کیا جو کہ اس کا آئینی و قانونی حق تھا' اسی دن وفاقی حکومت نے اٹارنی جنرل کو سپریم کورٹ میں ریفرنس دائر کرنے کی ہدایات جاری کر دیں، فیاللعجب۔

راقم نے پورے بل کو بالاستیعاب پڑھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کہیں کوئی ایسا مقام نہیں جس پر سیکولر قوتیں انگلی رکھ کر کہہ سکیں کہ یہ چیز آئین سے متصادم ہے اور فلاں بات انسانی حقوق سے ٹکراتی ہے۔ اس بل میں کہیں مذکور نہیں کہ لوگوں کو زبردستی نمازیں پڑھوائی جائیں گی، عورتوں کو برقعے پہنائے جائیں گے، مجرموں کو سرعام کوڑے لگائے جائیں گے، چوروں کے ہاتھ اور ڈاکوؤں کے پاؤں کاٹے جائیں گے۔ اس بل میں سینماؤں کو بند کرنے، تھیٹروں پر تالے لگانے، آرٹس کونسلوں کو ویران کرنے کا ذکر نہیں۔ اس میں شریعت کی بالادستی کا بھی کہیں ذکر نہیں جس سے سیکولر قوتیں الرجک رہتی ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ اسراف و تبذیر کی حوصلہ شکنی کرانا، جانوروں پر ظلم کو روکنا، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرانا، لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال روکنا، جہیز کو اسلامی حدود میں لانا، ناپ تول میں کمی اور ملاوٹ کا تدارک کرنا، رشوت خوری کے خلاف اقدام کرنا......ان میں سے کون سا معاملہ ہے جس پر معمولی عقل رکھنے والا آدمی بھی صاد نہ کرے؟ اصل بات یہ ہے کہ ایک عرصے سے جمہوری سیاست کے زیر اثر ہمارے سیاستدانوں کا مزاج بدل چکا ہے۔ انہیں ہر اچھی چیز بری نظر آتی ہے اور سیدھا الٹا لگتا ہے اور معاملہ ''مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے'' والا ہو چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مجلس عمل نے اب تک نہایت سوچ بچار کے ساتھ جچے تلے قدم اٹھائے ہیں اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ اپنا سیاسی کھیل کھیلا ہے۔ سرحد اسمبلی سے حسبہ بل کی منظوری کوئی اچانک ہونے والا واقعہ نہیں بلکہ اس کی تیاری پچھلے ڈیڑھ دو سال سے جاری تھی اور اس بل کے حوالے سے ملک کے مختلف گوشوں میں متعدد سیمینارز بھی منعقد ہوئے۔ اسے ماہرین قانون اور عامۃ الناس کے سامنے رکھا گیا۔ حتیٰ کہ این جی اوز سے بھی اس بارے میں رائے لی گئی۔ انہوں نے حسبہ بل کی شقوں کا بدترین پوسٹ مارٹم کیا اور وہ شقیں جو آئین اور عدلیہ سے متصادم تھیں' انہیں رد کر دیا۔ ان تمام

اعتراضات اور ترمیمات کی روشنی میں حسبہ بل کے مسودے میں اصلاحات کی جاتی رہیں جس کے باعث ہر بعد والا مسودہ پہلے والے سے مختلف ہوتا تھا۔ اس قدر احتیاط کے ساتھ ترتیب پانے کے باوجود حسبہ بل کو این جی اوز اور بائیں بازو کے سیاستدان متنازعہ بنانے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔ قائد حزبِ اختلاف مولانا فضل الرحمٰن نے تو حسبہ بل اسمبلی سے پاس ہو جانے کے بعد بھی اس میں اصلاحات کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ انہوں نے سرحد میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

''حسبہ بل سرحد اسمبلی سے بھاری اکثریت کے ساتھ منظور ہو چکا ہے اور اب حسبہ بل مکمل طور پر قانون بن چکا ہے (تاہم) مخالفین ثابت کریں تو ''انسانی حقوق'' سے متصادم نکات نکالنے کو تیار ہیں۔''

(روزنامہ ''پاکستان'' کراچی۔ ۱۷؍جولائی ۲۰۰۵ء)

وزیر اعلیٰ سرحد اکرم درانی جو ان دنوں امریکا کے دورے پر ہیں اور بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ ان کے دورے کا مقصدِ وحید حسبہ بل کے حوالے سے امریکی حکام کے خدشات دور کرنا اور ان کی حمایت حاصل کرنا ہے۔ انہوں نے نیویارک میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ:

''میں نے امریکی حکام کے خدشات دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے امریکی حکام سے ملاقاتوں کے دوران حسبہ بل کی کاپی پیش کی، وہ حسبہ ایکٹ پڑھ کر حیران ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اس ایکٹ میں تو خواتین کے حقوق کا بہت خیال رکھا گیا ہے اور یہ تو امن ہی امن ہے۔'' (جنگ کراچی۔ ۱۹؍جولائی ۲۰۰۵ء)

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ اس بے ضرر حسبہ بل میں کوئی ایسی شق نہیں جو کسی پریشانی کا موجب ہو۔ جمہوری طریقے سے اسمبلیوں میں آنے والے افراد نے اس بل میں جمہوری روح پھونکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ انہوں نے تو اپنے پورے دورِ حکومت میں کوئی ایسا قدم بھی نہیں اٹھایا کہ ان پر دہشت گردی کا لیبل لگایا جا سکے۔ سب سے زیادہ ''دہشت گرد'' صوبہ سرحد میں پکڑے گئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ صوفی محمد آج بھی پابند سلاسل ہیں۔ کیا کوئی ایسا دستاویزی ثبوت ہے کہ سرحد حکومت ان معاملات میں کبھی رکاوٹ بنی ہو؟ انہیں طالبان کے نام پر ووٹ ضرور ملے تھے لیکن بہرحال وہ ''طالبان'' نہیں ہیں۔ مجلس عمل کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس نے آئین کی پاسداری کی ہے۔ صوبہ سرحد میں مکمل طور پر مجلس عمل کی حکومت ہے۔ وہ چاہتی تو فوری طور پر سینماؤں کی تالابندی کر سکتی تھی، اداروں میں مخلوط اسٹاف کو ختم کر کے عورتوں کو گھروں میں بھیج سکتی تھی، مخلوط تعلیم پر بھی پابندی لگائی جا سکتی تھی لیکن اگر وہ ایسا کرتی تو یقیناً جمہوریت کی اصل روح متاثر ہو سکتی تھی، اس لیے اس نے کوئی بھی ایسا انتہائی قدم اٹھانے سے گریز کیا۔

سرحد حکومت کی روشن خیالی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے خواتین کے ''حقوق'' کو کہیں بھی پامال نہیں ہونے دیا۔ پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ سرحد نے ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ'' کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک سوال کہ:

''آپ کے بارے میں یہ تأثر کیوں پایا جاتا ہے کہ علماء کرام خواتین کو گھر کے اندر بند رکھنے کو ترجیح دیتے

ہیں اور انہیں زندگی کی سرگرمیوں میں شامل نہیں دیکھنا چاہتے؟''

کے جواب میں کہا تھا:

''اس تاثر میں کوئی حقیقت نہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہماری حکومت نے مخلوط تعلیم پر کوئی پابندی عائد نہیں کی اور پورا نظام حسبِ سابق چل رہا ہے۔ ہم خواتین کو موجودہ نظام کے مقابلے میں ذہنی، جسمانی اور علمی نشوونما کے لیے زیادہ سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔'' (اردو ڈائجسٹ، جون ۲۰۰۵ء)

شاید یہی حقائق ہیں جن کی بنا پر امریکی حکام بھی حسبہ بل کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اور انہیں اطمینان ہے کہ یہ بل معاشرے پر کسی قسم کی ''ملائیت'' مسلط نہیں کرتا بلکہ یہ بل انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کے عین مطابق ہے۔ بحث کا موضوع وہ نکات نہیں جنہیں قومی سیاستدان اور وفاقی حکومت بلاسوچے سمجھے اٹھا رہے ہیں اور ایک غلغلہ برپا کر رہے ہیں بلکہ موضوع بحث تو یہ ہونا چاہیے کہ اس بل کے لیے قرآن وسنت اور تعامل امت کو معیار بنانے کی بجائے آئین پاکستان اور انسانی حقوق کے منشور کو معیار اور اتھارٹی تسلیم کیا گیا ہے۔ آئین پاکستان مین میڈ لاء ہے۔ انسانی حقوق کا منشور، قرآن وسنت کے مدّمقابل عالمی سطح پر منظور شدہ چارٹر ہے جو انسان کا تعلق وحی الٰہی سے توڑ کر اسے شخصی آزادی فراہم کرتا ہے۔ دوسرے معنیٰ میں انسانی حقوق کا چارٹر ارتداد، الحاد اور وحی الٰہی سے بغاوت کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جب اس قسم کے چارٹر کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایکٹ ترتیب دیا جائے گا تو ملائیت کی گنجائش کہاں باقی رہ جاتی ہے؟ اس لیے سیکولر قوتوں کے اعتراضات بے جا ہیں۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ مخالفین ایک نظر اس بل کو دیکھ لیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ حسبہ بل میں ان کے لیے کون سی بات پریشان کن ہے؟ تو یقیناً ضمیر آواز دے گا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ بحث کی گنجائش تو ہمارے لیے ہے کہ مجلس کے قائدین قرآن وسنت کو معیار قرار دینے کی بجائے حقوق انسانی کے چارٹر کو معیار قرار دے رہے ہیں اور اس سے متصادم شقوں کو حسبہ بل سے نکالنے پر آمادہ وتیار ہیں۔

سید محمد معاویہ بخاری

مسئلہ ہماری شناخت کا ہے

حالات کی نوعیت اور تقاضے ایک کے بعد ایک مصلحتوں اور مفاہمتوں کے نو تیار شدہ بے ڈھب سانچوں میں ڈھلتے چلے جا رہے ہیں۔ دین اسلام کا روشن وابدی پیغام بنیاد پرستی ودہشت گردی کے سیاہ عنوانوں تلے دبا جا رہا ہے۔ آگے بڑھو اور ظالم کا ہاتھ ظلم سے روک دو! کا الہامی فلسفہ، مفاہمت، مذاکرات اور پسپائی کی عفونت مآب دلدل میں غرق ہو رہا ہے۔ ظلم وسفا کی کا دستِ خونخوار، مظلوموں کی گردنیں دبوچ رہا ہے۔ امت مسلمہ کے جسدِ واحد کے اعضاء ایک کے بعد ایک کٹتے جا رہے ہیں مگر اس تاریک وتار ماحول میں روشنی کی کوئی کرن جگمگاتی نظر نہیں آتی، عزم جواں کا کوئی استعارہ دکھائی نہیں دیتا، غیرت وحمیت کا کوئی چراغ بام امید پر طلوع نہیں ہو رہا۔ ایک عجیب وحشت انگیز سناٹا ہے جو بلادِ اسلامیہ کے اطراف میں حصار بنائے ہوئے ہے جبکہ دوسری طرف درندگی، وحشت ودہشت کا آدم خور عفریت نیم بسمل ''جسدِ امۃ واحدۃ'' پر آخری وار کرنے کے لیے قدم بڑھا چکا ہے، کفر کی اس آخری جست کا ادراک ہو جانے کے باوجود امت مسلمہ کے بے حس وجود میں کوئی حرکت نمودار نہیں ہو رہی۔ حالانکہ معلوم حقیقت یہ ہے کہ اگر اب بھی کروٹ بدل کر زندہ ہونے اور مزاحمت کرنے کا احساس نہ دلایا گیا تو یہ خون آشام درندہ بے خوف ہو کر سب کو چیر پھاڑ ڈالے گا۔ ہمارا وجود بے شک زخمی اور توانائی مائل بہ شکست ہے مگر یہ حقیقت بھی تو اپنی جگہ مسلّم ہے کہ زندہ رہنے کی امید ہی زندگی کی ضمانت ہوا کرتی ہے۔ اگر ایک گروہ، ایک طبقہ یا ایک جماعت ''غوغائے عفاریت'' سن کر بزدلانہ مفاہمت یا خودکشی جیسی پسپائی پر آمادہ ہے تو یہ سانحہ امتِ مسلمہ کی مجموعی سوچ اور عزائم کا ترجمان قرار نہیں دیا جا سکتا۔

عالمی سطح پر جاری میڈیائی مہم کے تحت ہے۔ آزادی کے متوالے حریت پسند، ظلم وجبر کے خلاف برسرپیکار مجاہدین، بنیاد پرست اور دہشت گرد قرار دیئے جا رہے ہیں اور جن کے خونخوار پنجوں اور خوں آشام دندانِ وحشت سے مظلوموں کا خون ناحق بوند بوند ٹپکتا صاف دکھائی دے رہا ہے۔ وہ مہذب، قابل ستائش، ماڈرن، روشن خیال، تہذیب وتمدن کے خداوند اور انسانیت کے نجات دہندہ تسلیم کئے جا رہے ہیں۔

عالمی پراپیگنڈہ مشینری کی اُڑائی ہوئی دھول میں شاید کوئی منظر واضح طور پر نہ دیکھا جا سکے ''وار اون ٹیرر'' کا عنوان دراصل وہ گدلا آئینہ ہے جس میں سچائی کا چہرہ صاف دکھائی نہیں دے سکتا۔ لیکن دنیا بھر کے مسلم ممالک کو اسی آئینہ میں اپنے چہرے دیکھنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ جبکہ مسلم مملکتوں کے حاکم اور رعایا دو مختلف سمتوں کے مسافر ہیں۔

جمہوریت کے دعویداروں کو اپنے مفادات کے لیے حسنی مبارک اور حامد کرزئی جیسے حکمرانوں کی ضرورت رہتی ہے۔ دنیا بھر کو افہام وتفہیم اور مذاکرات کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کرنے کا مشورہ دینے والے افغانستان وعراق پر

بلاثبوت حملہ آور ہوجاتے ہیں۔ڈیزی کٹر اور تھرموسموک بم برساتے ہیں۔جمہوری حکومتوں کا تختہ الٹ کر اپنے پسندیدہ آمروں کو مقتدر کرتے ہیں۔شہنشاہیت کے خاتمہ کا نعرہ بلند کرنے والے خود آمر شہنشاہوں کا تحفظ کرتے ہیں۔عدم برداشت بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے الزامات کی دھول اڑانے والے خود لاطینی امریکہ سے لے کر افریقہ تک اور مشرق وسطیٰ سے لے کر جنوبی ایشیاء تک عدم برداشت کے منظر سجا رہے ہیں' دہشت گردی کر رہے ہیں اور اپنی بنیاد پرستی کو نہ صرف فروغ دے رہے ہیں بلکہ اسے جبراً مسلط بھی کیا جا رہا ہے۔

تجزیہ نگاروں کے تجزیے اور حالات کی چشم دید نوعیت ثابت کر رہی ہے کہ عدم برداشت ،مذہبی بنیاد پرستی اور دہشت گردی کو فروغ کہاں ،کیوں اور کون دے رہا ہے؟اگر یہ عوامل عالمی جرائم کی ترتیب میں سرفہرست ہیں تو اُس کے ذمہ دار بھی ''وار اون ٹیرر'' کے موجد اور کروسیڈ آغاز کرنے کا اعلان کرنے والے ہی ہیں لیکن حقائق منکشف ہونے کے باوجود مسلم ممالک کے حکمرانوں کے ذریعے امتِ مسلمہ کو باور کرایا جا رہا ہے کہ اُن کے معاشرے بنیاد پرستوں کے قبضے میں آ کر یرغمال بن گئے ہیں،صدائے حریت بلند کرنے والے ان جانبازوں کے شکنجہ میں پھنس گئے ہیں جو اسلامی تعلیمات اور تحریکات کی اثر پذیری کے باعث اقتدار پر قابض نہ ہو جائیں اور اگر ایسا کچھ ہو گیا تو یہ عالمی امن کے لیے بہت بڑا خطرہ ہوگا۔بالخصوص پاکستان جیسی فرنٹ لائن سٹیٹ جو کہ گزشتہ برسوں میں ایٹمی طاقت بھی بن چکی ہے' وہاں اسلام پسندوں اور بنیاد پرستوں کا وجود اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔

پاکستان کے سرکاری میڈیا پر بالعموم اور نومولود،آزاد و روشن خیال پرائیویٹ میڈیا پر بالخصوص ان دنوں یہی بحث جاری ہے کہ عدم برداشت ،بنیاد پرستی اور دہشت گردی کی ذمہ دار دینی جماعتیں ہیں۔یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ان دینی طبقوں سے بھی زیادہ فساد کی بنیاد وہ تعلیمات ہیں' جو دینی مکاتبِ فکر کے مدارس میں پڑھائے جانے والے نصاب کا حصہ ہیں۔اس پر بس نہیں بلکہ سرکاری وغیر سرکاری کالجوں کا تعلیمی نصاب بھی جو کسی درجہ میں قرآن وحدیث کے علاوہ اسلامی تاریخ ،دینی شخصیات اور جذبۂ حریت وجہاد کی معمولی آمیزش رکھتا ہے' وہ بھی مذہبی منافرت پھیلانے کے علاوہ غیر مسلم اقلیتوں کے بارے میں عدم برداشت اور نفرت انگیز سوچ پیدا کرنے کا موجب ہے۔اسی پراپیگنڈا مہم کا ہی نتیجہ ہے کہ آج قرآن وحدیث کی من چاہی تعبیرات وتشریحات کا طاعون تیزی سے پھیل رہا ہے یا دانستہ پھیلایا جا رہا ہے' اور یہ صورت حال افسوسناک ہی نہیں بلکہ انتہائی خطرناک بھی ہے۔

یہ سوال قابل غور ہے کہ کیا واقعتہً مغرب اور بالخصوص امریکہ اسلام کے متعلق اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اسلام ''دہشت گردی،انتہا پسندی اور تشدد'' کی تعلیم دیتا ہے۔یا یہ محض الزام تراشی اور بہانہ سازی ہے اور اس کی آڑ میں امتِ مسلمہ کو مطعون ومرعوب کرنا،صالح اور صاحبِ تقویٰ افراد کو نشانہ بنا کر قتل کرنا،مذہب کو کارِ فضول قرار دے کر اسلام کو بے وقعت بنانا ہے!

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ عالمی حالات کے سرسری مطالعہ سے بھی یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام اور

مسلمانوں پر انتہا پسندی کا الزام انتہائی لغو اور گہری سازش کا نتیجہ ہے اور مذموم مقاصد کی پردہ پوشی کے لیے ہے۔اس کے برعکس درندگی وخون آشامی اور وحشت وبربریت اور ریاستی دہشت گردی کی بدترین صورتیں کشمیر،فلسطین،عراق،افغانستان اور چیچنیا میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ان تمام ممالک میں مسلمان غیر مسلموں کے ظلم واستبداد اور استیصال کا شکار ہیں مگر عالمی برادری اُن پر خاموش ہے اور عالم کفر کا مسلمانوں کے بارے میں موقف یکساں اور ''الکفر ملة واحدة'' کا آئینہ دار ہے۔ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ جن کے گھر جل رہے ہیں،نوجوان قتل اور بچے مر رہے ہیں' وہ دہشت گرد اور انتہا پسند ہیں اور جو قتل وغارت میں مصروف ہیں' وہ امن کے پیغامبر ہیں۔

۷/جولائی کو لندن میں ہونے والے بم دھماکوں کے بعد ایک بار پھر میڈیا مہم کا رخ مسلمانوں اور دینی مدارس کی جانب موڑ دیا گیا ہے۔الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر یہ بات ایک بار پھر بڑے وثوق سے کہی جا رہی ہے کہ پاکستان کے بعض مدارس دہشت گردی اور انتہا پسندی کی تعلیم دے رہے ہیں۔مجھے یاد ہے کہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب نے دینی مدارس کا دورہ کیا تھا اور بعد ازاں اپنے خطاب میں انہوں نے فرمایا تھا کہ پاکستان کے دینی مدارس سب سے بڑی این جی اوز ہیں' جو اپنے وسائل سے لگ بھگ ۵۰ ہزار طلباء کی تعلیم وتربیت اور خوراک ورہائش کا بندوبست کر رہے ہیں اور میں ان کے کردار سے بہت متاثر ہوا ہوں۔اسی طرح دینی مدارس کنونشن کے موقع پر حکمران جماعت کے سربراہ اور سابق وزیر اعظم جناب چودھری شجاعت حسین صاحب نے بھی اپنے خطاب میں برملا اعتراف کیا کہ دینی مدارس انتہائی اہم کردار ادا کر رہے ہیں' انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب میں وزیر داخلہ تھا تو مدارس کے خلاف جاری شدہ عالمی رپورٹوں کی تصدیق کے لیے میں نے خود دینی مدارس کے بارے میں تحقیقات کرائی تھیں اور ان تحقیقات کے نتیجہ میں بھی یہی بات سامنے آئی تھی کہ پاکستان کا کوئی بھی دینی مدرسہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کی تعلیم وتربیت نہیں دے رہا۔

پاکستان کی دو بڑی مقتدر شخصیات کا یہ اعتراف کیا۔مدارس کے خلاف جاری اس غلط پروپیگنڈے کی تردید کے لیے کافی نہیں ہے؟ ان اعترافات کے باوجود مدارس کے خلاف کارروائی کا سلسلہ بیرونی دباؤ نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ حکومت بعض مدارس کا حوالہ دے کر جب کریک ڈاؤن شروع کرتی ہے تو پھر کسی کا لحاظ نہیں رکھا جاتا حالانکہ بعض بعض کی رٹ لگانے سے بہتر یہ ہے کہ ان انتہا پسند مدارس کا (اگر کوئی ہیں تو) نام لیا جائے اور ان کی خلاف قانون وخلاف انسانیت تمام سرگرمیوں کو طشت از بام کیا جائے۔

دو روز قبل اسلام آباد میں طالبات کے مدرسہ (جامعہ حفصہ للبنات) پر دھاوا بولا گیا اور نہتی طالبات پر لاٹھی چارج کیا گیا۔کئی طالبات بری طرح زخمی ہوئیں اور متعدد افراد کو گرفتار بھی کیا گیا ہے۔یہ رویہ بہر حال کسی طور مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا۔حیرت کی بات یہ ہے کہ معصوم بچیوں پر تشدد کے واقعہ پر حقوقِ نسواں کی کسی تنظیم نے احتجاج تو درکنار ہمدردی کا ایک لفظ تک نہیں کہا۔حکمران جماعت کی ایک معتبر شخصیت طارق عظیم صاحب نے گزشتہ روز اپنے انٹرویو میں ایک انگریزی اخبار

کی سروے رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اخبار نے پبلک پول میں سوال کیا تھا کہ ’’کیا انتہا پسندی اور دہشت گردی کے ذمہ دار دینی مدارس ہیں؟ تو ۸۰ فیصد افراد نے اس کا جواب اثبات میں دیا تھا۔

جناب طارق عظیم صاحب کی خدمت میں بصد احترام عرض ہے کہ اس سوال کا جواب اثبات میں ملنا کوئی تعجب کی بات نہیں اور وہ اس لیے کہ جب سرکاری و پرائیویٹ چینلز صبح و شام کی نشریات میں ایک تسلسل کے ساتھ دینی مدارس کے خلاف پراپیگنڈہ مہم چلائیں گے تو مجموعی طور تاثر میں تغیر رونما ہونا غیر متوقع نہیں ہے۔ ہاں! اگر بیرونی دباؤ کو نظر انداز کرتے ہوئے ہمارا میڈیا اپنے مدارس کے نقطۂ نظر اور ان کی دینی و ملی خدمات کو بھی اسی قوت کے ساتھ بطور جواب پیش کرتا اور پھر رائے عامہ کا مجموعی تاثر جاننے کی کوشش کی جاتی تو شاید اخباری پول کے ۸۰ فیصدی اعداد و شمار بھی قابل توجہ ہوتے۔ لیکن ایسا تو کسی سطح پر اور کبھی نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس وہی طرزِ عمل اختیار کیا گیا جو عالمی صیہونی میڈیا کا وطیرہ ہے اور جس کا اوّلین ہدف دراصل قرآن کی وہ تعلیمات ہیں جو کسی بھی مسلمان کو اپنی دینی شناخت ہر حال میں برقرار رکھنے کی تاکید کرتی ہیں اور زبوں حالی کے اس دور میں بھی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اپنی اس شناخت کو ختم کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ عالم کفر کے لیے یہی شناخت بنیادی ہدف ہے اور اسی کو ختم کرنے کے لیے وہ تمام تر قوتیں صرف کر رہا ہے۔

صدرِ مملکت جناب پرویز مشرف صاحب، وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب اور وزیر داخلہ جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ کو چاہیے تھا کہ وہ دینی مدارس کے تمام وفاقوں کے ذمہ دار حضرات کو طلب کر کے پاکستان کے خلاف تیار کی گئی عالمی صورت حال کے تناظر میں مدارس کے کردار کے حوالہ سے اٹھنے والے مسائل کے مستقل حل اور دیرپا اقدامات بارے کھلی بات چیت کرتے اور باہمی مشاورت سے طریق کار اختیار کر کے نہ صرف تمام خدشات کو دور کیا جا سکتا تھا بلکہ اگر کسی مدرسے کا انتہا پسندانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونا ثابت ہو جاتا تو اس کے خلاف کارروائی کرنے میں بھی حکومت کو دینی طبقے کا پورا تعاون حاصل ہوتا۔ مگر افسوس! ایسا ابھی تک نہیں ہوسکا۔

سالانہ ختم نبوت کورس
زیر سرپرستی
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد چیچہ وطنی
10 شعبان 15 ستمبر جمعرات تا
17 شعبان 22 ستمبر جمعرات
علماء و دانشور اور ماہرین لیکچرز دیں گے
(تفصیلات ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں)
منجانب: مجلس احرار اسلام دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک 12 چیچہ وطنی 040-5485953

حامد میر

خبردار، ہوشیار!

نومبر ۲۰۰۱ء کی ایک خوفناک رات تھی۔ افغانستان پر امریکی حملے کو ایک مہینہ پورا ہونے کو تھا۔ دنیا بھر کے جنگی تجزیہ نگار اس سوال کا جواب تلاش کر رہے تھے کہ بے سروسامان طالبان بگرام سے لے کر مزار شریف تک ایک سپر پاور کا راستہ کیسے روکے ہوئے ہیں؟ یہی وہ سوال تھا جس کا جواب تلاش کرنے کے لیے میں بھی جنگ کے عروج میں کابل پہنچا۔ یہ وہ رات تھی جب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اسامہ بن لادن کے ساتھ انٹرویو کی خواہش کے باعث میں موت کے منہ میں آ چکا ہوں اور زندہ واپسی مشکل ہو گی۔ کابل کے علاقے وزیر اکبر خان میں واقع ایک عمارت القاعدہ کے جنگجوؤں کے ہوسٹل کے طور پر استعمال ہو رہی تھی۔ میں اسی ہوسٹل میں انٹرویو کے لیے وقت کا انتظار کر رہا تھا۔ ایک رات اس ہوسٹل کے اردگرد اتنی شدید بمباری ہوئی کہ کمروں کے اندر انسانی جسم کے جلنے کی بو آنے لگی۔ میری طبیعت کو بگڑتے دیکھ کر ایک نوجوان نے مجھے پانی کا گلاس دیا۔ وہ مراکش کا رہنے والا تھا۔ اس نے بتایا کہ آج ہی وہ اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ بگرام سے واپس آیا ہے کیونکہ اسے حکم ملا ہے کہ وہ اگلے چند دنوں تک یہاں سے چلا جائے۔

یہ سننے کے بعد میں تمام رات یہی سوچتا رہا کہ جو لوگ اپنے جنگجو دوسرے ملکوں میں داخل کر سکتے ہیں، وہ اس راستے سے خطرناک ہتھیار بھی لے جا سکتے ہیں۔ نومبر ۲۰۰۱ء میں تقریباً چالیس دن کی مزاحمت کے بعد جب طالبان اور القاعدہ نے کابل سمیت افغانستان کے تمام بڑے شہر خالی کیے تو اس سے کئی دن قبل ہی کئی سو تربیت یافتہ جنگجو افغانستان سے روانہ ہو چکے تھے۔ دہشت گردی کے ماہرین کی ایک بڑی اکثریت اس نکتے پر متفق ہے کہ القاعدہ بڑے حملے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مصر تو بہت دور کی بات ہے۔ ۲۳ رجولائی ۲۰۰۵ء کو جنوبی وزیرستان میں پاکستانی فوج کے اتحادی دو اہم قبائلی سرداروں سمیت نو افراد کو گولیاں مار کر موت کی نیند سلا دیا گیا۔

چند ماہ پیشتر جنوبی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے سب سے اہم حامی قبائلی سردار اور سابق وفاقی وزیر ملک فرید اللہ خان کو بھی قتل کر دیا گیا۔ ملک فرید اللہ خان سپر کئی وزیر قبیلے کے سربراہ تھے اور شکئی میں پاکستانی فوج کا داخلہ انہی کے تعاون سے ہوا تھا۔ جنوبی وزیرستان میں فوج کے اتحادی قبائلی سرداروں کا اوپر تلے قتل ہونا ثابت کرتا ہے کہ پاکستان بدستور دہشت گردی کا شکار ہے۔ پچھلے ایک سال کے دوران جنوبی وزیرستان میں امریکہ کی مدد کرنے اور امریکہ کے لیے جاسوسی کرنے کے الزام میں ۵۳ خاص و عام افراد قتل کیے جا چکے ہیں اور تقریباً تین سو پاکستانی فوجی اپنی جان کی بازی ہار چکے ہیں۔ اتنا نقصان اٹھانے کے باوجود بھی پاکستانی فوج نے جنوب کے بعد شمالی وزیرستان میں بھی آپریشن شروع کر رکھا ہے لیکن امریکی و برطانوی ذرائع ابلاغ میں پاکستان پر تنقید کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ جو آج تک میکسیکو کے راستے سے امریکہ میں منشیات، اسلحے اور انسانوں کی سمگلنگ نہیں

روک سکے‘ وہ پاکستان، افغانستان اور کشمیر میں کراس بارڈر ٹیررازم کی باتیں کرتے ہیں۔ وہ جنہوں نے عراق میں سوالاکھ سے زائد فوج کی مدد سے صدام حسین کو ڈھونڈا‘ وہ افغانستان میں صرف ۱۸ ہزار امریکی فوجیوں کی مدد سے اسامہ بن لادن کو تلاش کررہے ہیں اور اپنی ناکامیوں کا ذمہ دار پاکستان کو قرار دیتے ہیں۔ وہ جن کے فوجیوں کے ہاتھوں گوانتاناموبے میں قرآن کریم کی توہین ہوتی ہے اور اس توہین کے باعث پورے عالم اسلام میں نفرت وبے چینی کی لہر پھیل جاتی ہے۔ وہ امریکہ کے خلاف نفرت کی وجہ پاکستان کے دینی مدارس کو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ نائن الیون اور سیون سیون کے حملوں میں ملوث کوئی ایک بھی حملہ آور کسی دینی مدرسے کا طالب علم نہیں تھا بلکہ سب نے مغربی تعلیمی اداروں میں وقت گزارا۔ دینی مدارس کے نصاب کو دور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا بہت اچھی بات ہے اور ان کی رجسٹریشن بھی ٹھیک ہے لیکن جس انداز میں حکومت نے دینی مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کیا ہے‘ اس سے حالات مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس کریک ڈاؤن کے بعد پاکستان میں ایسی فضا پیدا ہوگئی ہے جو صرف اور صرف انتہا پسندوں کے لیے فائدہ مند ہوگی۔ اسلام آباد میں طالبات کے ایک مدرسے پر چھاپے کے دوران طالبات پر پولیس کا تشدد اور ایک معلّمہ کا حمل ضائع ہونے جیسے واقعات سے کسی کو کوئی نیک نامی نہیں مل سکتی۔ جلتی پر تیل کا کام بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ کے بیانات ہیں جن کا فرمانا ہے کہ اگر پاکستان کے ایٹمی ہتھیار اسلامی بنیاد پرستوں کے قبضے میں چلے گئے تو دنیا مزید غیر محفوظ ہوجائے گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ من موہن سنگھ پاکستانی فوج کو دینی قوتوں سے لڑانا چاہتے ہیں تاکہ صوبہ سرحد میں بھی وہی حالات پیدا ہوجائیں جو پہلے انہوں نے بلوچستان میں پیدا کئے۔ ہماری حکومت کے پاس بلوچستان سمیت ملک کے دیگر صوبوں میں بھارتی سازشوں کے کئی ثبوت موجود ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ من موہن سنگھ ثبوت کے بغیر بھی پاکستان کو گالی دینے میں جھجک محسوس نہیں کرتے جبکہ پاکستان ثبوتوں کے باوجود خاموشی میں ہی مصلحت سمجھتا ہے۔ ہماری گزارش صرف اتنی ہے کہ روشن خیالی بھی پھیلایئے اور مدارس کی اصلاح بھی کیجیے لیکن اس انداز میں کیجیے کہ من موہن سنگھ کو صورتحال سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ ہمیں سب سے پہلے صرف اور صرف اپنے مفادات کا خیال رکھنا چاہیے۔ (مطبوعہ: روزنامہ ’’جنگ‘‘ لاہور۔ ۲۵؍ جولائی ۲۰۰۵ء)

سالانہ ختم نبوت کورس
دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
یکم شعبان 6 ستمبر منگل تا
7 شعبان 13 ستمبر منگل
زیر سرپرستی
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
علماء و دانشور اور ماہرین لیکچرز دیں گے
(تفصیلات ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں)
منجانب مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

عابد مسعود ڈوگر

اس شجر کو کاٹ دو ایسا یہاں کوئی نہ ہو

کراچی سے آنے والی خبریں دل و دماغ کے لیے صاعقہ بنتی جارہی ہے۔ لہو کی بارش ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتی ۔ ماضی کے دھندلکے میں نظر دوڑائیں تو کئی نام نظر آتے ہیں اور اتنے بڑے نام کہ ایک ایک نام کئی اداروں کے کام پر حاوی ہے۔ کس کس کا نام لیجئے اور کس کس کو شمار کیجئے کوئی ایک بھی تو پلٹ کر واپس آنے والا نہیں۔ ملک اور قوم کے لئے ان کی خدمات کا شمار شاید ہی کبھی ہوسکے۔ اتنے مخلص اتنے سادہ، اتنے دلیر اور جاں نثار اب کہاں ملیں گے۔

شہیدِ حریتِ فکر صلاح الدین شہید جنہوں نے ایسے وقت میں اہل کراچی کو زبان دی اور ان کے شعور کو متحرک کیا جب پورا کراچی لسانیت اور نفرت کے پھنکارنے والے اژدھے کے سامنے حیران و پریشان کھڑا تھا۔ پاکستانی صحافت کو تحقیق، جستجو اور کھوج کی کئی نئی راہیں تلاش کر کے دیں۔ درحقیقت ان کے جاری کردہ ہفت روزہ ''تکبیر'' نے صحافت کی دنیا میں واقعی تکبیر کا کام کیا۔ اس میں چھپنے والی رپورٹیں اور شہید صلاح الدین کا تجزیہ ہمیشہ بے مثال ہوتا۔ لسانیت کے نام پر قوم کو ریزہ ریزہ کرنے والے اژدھے کے سامنے وہ پوری جرأت اور بسالت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور پھر تا دم شہادت اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سچ کہتے رہے اور لکھتے رہے۔ ان کے کام اور اہداف نے پہلے دن سے یہ بات طے کر دی تھی کہ سائیکلوں کے پنکچر لگا کر معیشت کی گاڑی کو دھکا دینے والا پاکستان کا یہ عظیم قلمکار بالآخر لال کرتا زیب تن کرے گا اور وہی ہوا۔ اژدھے نے اسے نگلنا چاہا مگر ناکامی سے چڑ کر زہریلی پھنکاروں کے ذریعے صحافت کی گلی میں جلنے والے اس روشن دیئے کو بجھا دیا۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ سچ کہنے میں وہ اس قدر بے باک تھے کہ جس مدرسۂ فکر سے وہ وابستہ تھے، سب سے زیادہ انہیں کو کھری کھری سننا پڑیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے، رنگ برنگے چشمے اتار کر سفید شیشے سے ماحول کا مشاہدہ کرنا اور پھر اسے اسی طرح بیان کر جانا ہر کسی کے بس میں کہاں؟

مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار رحمہ اللہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے مسند نشین، جامعۃ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو وہاں پہنچایا جہاں ان کے پیش رو اکابر لے جانے کے خواب دیکھا کرتے تھے۔ زہد و تقویٰ، علم و فضل میں ماضی قریب میں جو لوگ اوجِ ثریا پر تھے، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اسی گروہِ صادقہ میں شامل تھے۔

مخدوم مکرم سید کفیل بخاری نے بتلایا کہ:

''۱۹۹۲ء میں حجاز کے ایک سفر میں ڈاکٹر صاحب شہید اور وہ ایک ہی جہاز میں ہم سفر تھے۔ جب جہاز نے فضا میں تیرنا شروع کیا تو اگلی نشست پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اپنے دستی بیگ سے دو کتابیں

نکالیں، بیگ کو جھولی میں رکھا اور اس پران کو سجایا، قلم کاغذ ہاتھ میں تھامے اور سبک رفتاری سے خالی کاغذوں پر قلم دوڑانا شروع کر دیا۔ غور سے دیکھا تو وہ کسی عربی کتاب کا اردو ترجمہ کر رہے تھے، مگر اتنی روانی اور تیز رفتاری سے کہ کوئی اردو کی کسی کتاب کو بھی سامنے رکھ کر کیسے نقل کرے گا۔ میں نے اپنے امیر سفر حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہ سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار ہیں۔ جب جہاز جدہ ائر پورٹ پر اتر رہا تھا تو ڈاکٹر صاحب سوڈیڑھ سو صفحات کی کتاب کا ترجمہ مکمل کر کے انہیں دستی بیگ میں رکھ رہے تھے۔ ترجمہ کی اس تیز رفتاری اور وقت کے صحیح مصرف کو دیکھ کر میں اُن پر رشک کرتا رہا۔ پھر ان سے تعارف و مصافحہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔''

آج تک بنوری ٹاؤن میں ان کی کمی قدم قدم پہ محسوس کی جارہی ہے۔ دینی مدارس کے طالب علم آہیں بھر کر ان کو یاد کرتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ بنوری ٹاؤن کا معتبر ترین علمی حوالہ، تدریس، تصنیف وتالیف دعوت و ارشاد، سلوک وتصوف' وہ ہر ایک مسند کے ایسے نشین تھے کہ گویا یہ مسند انہی کی تشریف فرمائی کے لئے سجائی گئی ہو۔ تحریک تحفظِ ختمِ نبوت ان کے عطا کردہ علمی اور آسان فہم لٹریچر کے بغیر شاید وہاں نہ پہنچ سکتی جہاں آج ہے۔

مفتی نظام الدین شامزئی شہید نام بڑا یا کام' آج تک لکھنے والے تعین نہ کر سکے۔ دعوت و جہاد کے کام کی ایسی سرپرستی فرمائی کہ آپ کے جانے کے بعد اس محاذ پہ کام کرنے والے اپنے آپ کو جتنا تنہا اب محسوس کر رہے ہیں' شاید ہی پہلے کبھی کیا ہو۔ واقفانِ حال جانتے ہیں کہ افغان جہاد، تحریک حریت کشمیر، طالبان کی اسلامی شریعت حکومت ہر کام میں شامزئی صاحب وہ کچھ کر گئے کہ اب اس راستے پہ چلنے والے شاید ہی ان کی گرد کو چھو سکیں۔

پاکستان اور چائنہ کے تعلقات یقیناً ایسے نہ ہوتے اگر بروقت شامزئی شہید نے مداخلت کر کے بعض دوستوں کو سنکیانگ جانے سے نہ روکا ہوتا، آپ کی مداخلت اور دلچسپی ہی اس نازک موڑ پر پاک چین دوستی کو ''لازوال'' کر گئی۔ طالبان کے خلاف امریکا کا ساتھ دینے پر جو اشتعال ملک کے شمالی علاقوں میں اس وقت پیدا ہوا جس کے نتیجے میں شاہراہ ریشم بند کر دی گئی۔ شامزئی صاحب کے سمجھانے سے ہی کئی ہفتے بند رہنے والا یہ اہم ترین تجارتی روٹ کھل سکا۔

وانا کے مسئلہ پر بھی وہ سابقہ مسائل کی طرح ہی اہم ترین کردار ادا کرنے والے تھے کہ یہودی اشاروں پر نفرت کے اژدھے نے ان کو شہادت کا جام پینے تک پہنچا دیا۔ وہ پاکستان کے کتنے خیر خواہ اور قوم کے کتنے مخلص تھے ہر آنے والا دن اس حقیقت سے پردہ گرائے جارہا ہے۔ مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی رحمہ اللہ بھی اسی راستے کی دھول میں ہم سے اوجھل ہو گئے۔ جس پر ان کے پیش رو اکابر نے شہادت کے گلابوں کی فصل کاشت کی تھی۔ تعلیم قرآن اور تحفظ ختم نبوت کے کام کو حضرت لدھیانوی کے بعد سب سے بڑا دھچکا ان دو حضرات کے جانے سے لگا اور ملک بھر میں پھیلے ہوئے

نادار اور مفلس سفید پوش اہل علم مفتی محمد جمیل خان کے جانے سے جو نقصان برداشت کر رہے ہیں وہ وہی جانتے ہیں۔ بیمار اہل علم کا علاج اور غریب علماء کی خفیہ مدد اب ان کے جانے کے بعد کون کر سکے گا؟

ڈاکٹر ہارون قاسمی تحفظ ناموسِ اصحاب رسول کے بے لوث وکیل بھی شہادت کے کھیت میں اپنے حصے کا گلاب لگا کے مکین خلد بریں ہوئے۔ میں تو جامعۃ الرشید کے ہونہار اور علم و فضل میں اپنی مثال آپ نو جوان علماء کی حادثاتی شہادت کو بھی اسی تسلسل کا حصہ سمجھتا ہوں جس میں علم کُش اور اہل علم کُش کا لو گو اپنائے نفرت کے اژدھے اپنا کام کر رہے ہیں محسنِ امت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی پہرے والی وہ انوکھی ترکیب آج سمجھ آ رہی ہے کہ انہوں نے جس دور میں اسے رواج دینے کی ضرورت پر زور دیا، اس دور کے بہت سارے باخبر لوگ بھی اسے حیرانی سے دیکھا کرتے تھے۔

جامعہ بنوریہ کے مفتی عتیق الرحمٰن شہید درسِ قرآن کے فرض کو پورا کرتے ہوئے اپنے مدرسے اور روزنامہ اسلام کو ایسے دور میں تنہا کر گئے۔ جس دور میں ان جیسے انسانوں کی جتنی ضرورت ہے اور محسوس کی جا رہی ہے وہ اس سے پہلے تو نہ تھی۔ ان کا قلم اور انکی مسند اور ہزاروں اور لاکھوں دینِ متین کے فکری کارکن نہ صرف نوحہ کناں ہیں بلکہ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتے ہیں کہ اب کون ہے کہ جسے آپ جیسا کہہ سکیں۔ مولانا ارشاد نے حق وفا اور رفاقت یوں ادا کیا کہ سفرِ شہادت میں مفتی عتیق الرحمٰن کو تنہائی محسوس نہ ہو۔

ابھی چند روز پہلے مفتی شمس الدین خالصتاً درس و تدریس سے وابستہ کئی برسوں سے متعین اپنی روٹین کے مطابق بخاری شریف کا سبق پڑھانے جاتے ہوئے پہلے اغوا ہوئے اور پھر شہید کر کے پھینک دیے گئے۔ مذکورہ بالا اکابر کے ساتھ مفتی عبدالسمیع سے لے کر مولانا انیس الرحمٰن درخواستی اور مولانا مشتاق تک ان کے رفقاء میں سے کوئی نہ کوئی ضرور کام آ گیا یا چھلنی ہوا۔ یہ طویل اور تھکا دینے والا سفر طے کرنے کے بعد آج کا اہل دل مسلمان اور پاکستانی یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ نفرت کے اژدھے سے اب یہ پوچھ ہی لیا جائے کہ

''اے لئیم کتنی لاشوں سے کلیجہ تیرا ٹھنڈا ہوگا''

۱۹۸۵ء سے لے کر آج ۲۰۰۵ء تک پچھلے ۲۰ برسوں میں جس تیزی اور منظم طریقے سے پاکستان میں بالعموم اور شہر قائد میں بالخصوص علماء، ڈاکٹرز، اہلِ قلم اور اہلِ حکمت و فن کو راستے سے ہٹایا گیا ہے یہ کوئی حادثاتی یا فسادات کا نتیجہ نہیں بلکہ غیر مسلم طاقتوں کا وہ مشترکہ طے کردہ خفیہ ایجنڈا ہے جس کے نتیجے میں کسی بھی ایسے آدمی کو جو مذہب، ملک اور قوم تک کسی نہ کسی درجے تک خیر خواہ ہو چن چن کر مار دیا جائے۔

۱۹۹۰ء کی دہائی میں دیہات، قصبہ، تحصیل اور ضلع کی سطح پر جس تیزی سے دینی ذہن رکھنے والے لوگوں کو راستے سے ہٹایا گیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ فیض نے کہا تھا:

نثار تیری گلیوں پہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

اور جو سر اٹھائے اور اپنی موجودگی کا احساس دلائے، بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھلائے یا اندھیرے میں شمع جلائے اس کا سر سلامت نہیں رہنا چاہیے۔ یہی یہودیوں کی سپر گورنمنٹ کا ہدف ہے اور اس کا راستہ ہموار کرنے کی ایک بہترین کوشش۔ اہل وطن کو آنکھیں کھول کر حالات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرنا چاہئے کہ پہلے دن سے لے کر آج تک جتنے بھی لوگ اس طرح راستے سے ہٹائے گئے، کیوں ہٹائے گئے؟ اور ہٹانے والے کون تھے؟ اور وہ کون لوگ ہیں جو غیروں کے ایجنڈے کو بروئے کار لانے کے لیے روز سڑکوں، چوراہوں اور چوکوں پر اہل علم وفضل کو قتل کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا ہدف تو شاید کراچی کو تسخیر کرنا ہو لیکن ان کے آقاؤں کا ہدف کچھ اور ہی ہے۔ محسن پاکستان حکیم محمد سعید شہید کو جس وقت روزے کی حالت میں ان کے مطب کے سامنے صرف اس جرم میں قبائے لالہ پہنادی گئی کہ وہ نفرت کے اژدھے کو برملا برا کہتے تھے۔ پاکستان کے اس عظیم محسن کی شہادت پر کسی نے کہا تھا اور کیا خوب کہا تھا:

چھاؤں جو بانٹے بہت اور لائے برگ و بار بھی
اس شجر کو کاٹ دو ایسا یہاں کوئی نہ ہو

ایسا یہاں کوئی نہ ہو، ایسا یہاں کوئی نہ ہو، ایسا یہاں کوئی نہ ہو...... بغداد میں موساد کے ایجنٹوں نے ۴ ہزار انجینئر اور سائنسدان چن چن کر قتل کر ڈالے اور کراچی میں......؟

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
0641-462501
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان

مولانا مجاہد الحسینی

تحریک آزادیٔ کشمیر اور مجلس احرار اسلام

زندہ قومیں اور بیدار جماعتیں ہمیشہ اپنے محسنوں کو یاد رکھتی ہیں ۔ان کے نمایاں کارناموں کو کسی لمحے میں بھی فراموش نہیں کیا کرتیں۔ان کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل استوار کیا کرتی ہیں لیکن یہ عجب صورت حال ہے کہ:

منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

تحریکِ آزادیٔ ہند کے آخری مرحلے میں جب ہندوستان کی تقسیم کا مرحلہ آیا تو فرنگی سامراج نے ایسی بندر بانٹ کی کہ مسلمانانِ ہند کو تین مختلف علاقوں میں تقسیم کر کے ان کی اجتماعی قوت مفلوج کر کے رکھ دی گئی۔علاوہ ازیں مسلم اکثریت کی ریاستوں کو بھی ہندوؤں کے رحم وکرم کے حوالے کر دیا گیا تھا۔خطۂ کشمیر کے ساتھ بھی یہی بے رحمانہ سلوک کیا گیا' جس کا مرکزی علاقہ ہندوؤں کی تحویل میں دے کر اس کی شہ رگ کاٹ دی گئی تھی۔

جہاں تک اس ''خطۂ کشمیر جنت نظیر'' کو غیر مسلموں کے تسلط سے آزاد کرانے کی تحریک کا تعلق ہے۔اس کی بانی مجلس احرار اسلام ہند اور جمعیت علماء ہند ہیں۔ڈوگرہ شاہی کے خلاف سب سے پہلے مجلس احرار اسلام ہی کے قائدین مفکرِ احرار چودھری افضل حق ،امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ،رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ،ماسٹر تاج الدین انصاری ،شیخ حسام الدین ،مولانا سید محمد داؤد غزنوی ،مولانا مظہر علی اظہر ،خواجہ غلام محمد اور دیگر حضرات نے آواز اٹھائی اور علم آزادی بلند کیا تھا۔۳۱-۱۹۳۰ء میں جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کانگریس کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے باز رکھنے کے سلسلے میں ناکام ہو کر بمبئی سے واپس لوٹے تو اس عرصے میں ڈوگرہ شاہی کے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر کشمیر میں گولی چل گئی اور بائیس مسلمان شہید ہو گئے اور بے شمار فرزندانِ اسلام زخمی ہو کر خاک اور خون میں تڑپائے گئے تھے۔کشمیری ظالم حکمران ہری سنگھ کے جور و استبداد کے خلاف پوری وادی میں غم وغصے کی زبردست لہر دوڑ گئی۔ریاستی رعایا اپنے حقوق کی خاطر میدان کارزار میں کود پڑی۔

حضرت امیر شریعتؒ نے بمبئی سے واپس آتے ہی چودھری افضل حق ،مولانا مظہر علی اظہر اور خواجہ غلام محمد کی رفاقت میں کشمیر جانے کا فیصلہ کیا۔چنانچہ ان رہنماؤں نے لاہور سے گوجرانوالہ اور سیالکوٹ پہنچ کر مسئلہ کشمیر اس انداز کے ساتھ بیان کیا کہ چند دنوں میں ہی گوجرانوالہ ،سیالکوٹ ،گجرات اور جہلم خصوصی طور سے تحریک آزادیٔ کشمیر کے مراکز بن گئے تھے۔چودھری افضل حق اور مولانا مظہر علی اظہر سیالکوٹ سے ہوتے ہوئے سری نگر پہنچے اور جمعہ کے اجتماع سے مولانا مظہر علی اظہر نے ایسا ولولہ انگیز خطاب کیا کہ وادیٔ کشمیر آزادی کے نعروں سے گونج اٹھی۔ادھر علامہ اقبال بھی تحریک آزادیٔ کشمیر میں گہری دلچسپی لے رہے تھے۔نیز مولانا ظفر علی خان بھی اپنے اخبار ''زمیندار'' کے ذریعے مضامین اور اپنی نظموں کے ذریعے

امت مسلمہ کا جذبۂ ایمانی ابھارنے اور فرزندانِ اسلام کے رگ و پے میں حرارت ایمانی اجاگر کرنے کے سلسلے میں زبردست سرگرم عمل تھے۔

علامہ اقبال نے اگرچہ تحریک آزادیٔ کشمیر کے وسیع تر مفاد کی خاطر مختلف مکاتب فکر کے افراد پر مشتمل ایک کشمیر کمیٹی تشکیل دی تھی اور اس میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کو بھی شامل کر لیا تھا مگر چند روز کے اندر ہی غدارانہ سرگرمیوں کے پیش نظر مرزا محمود کو کشمیر کمیٹی سے خارج کر کے واضح کر دیا کہ قادیانی جماعت مسلمانوں کے مفادات کی مخالف اور فرنگی سامراج کی جاسوس ہے۔

بہر نوع تحریک حریت کشمیر رفتہ رفتہ ہمہ گیر ہو گئی تھی۔ ملک کے بڑے بڑے دینی اور سیاسی رہنما جن میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور شیخ عبداللہ شیر کشمیر گرفتار کئے جا چکے تھے۔ حالات روز بروز نازک اور بے قابو ہو رہے تھے۔ سیالکوٹ علامہ اقبال کا شہر ہونے کے ناتے تحریک حریت کشمیر کا مرکز بن گیا تھا اور اس تحریک نے ہندوستان کی سول نافرمانیوں کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔ آزادیٔ کشمیر کی خاطر رضا کاروں کے دستے رات کی تاریکی میں جا کر وادیٔ کشمیر میں گم ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ایک ہفتے کے اندر اندر ہزاروں مسلمانوں نے ریاستی حکمرانوں کے روبرو پیش ہو کر گرفتاریاں دیں۔ حتیٰ کہ تمام جیل خانے بھر گئے اور خاردار تاروں کے احاطے میں قیدیوں کو رکھنے کے انتظامات کئے گئے۔ اس طرح ریاست کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ صرف پنجاب سے ہی پچاس ہزار سے زائد مسلم نوجوانوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے تحریکِ آزادیٔ کشمیر کو چار چاند لگا دیئے تھے' اسی اثناء میں چنیوٹ کے بہادر اور جرأت مند فرزند اسلام الٰہی بخش کو ریاست کشمیر کے ایک ظالم افسر نے نوکِ سنگین سے شہید کر دیا تو وادی کے حالات زبردست مزاحمت کے باعث بے قابو ہو گئے تھے۔ حالات کی سنگینی اور ناگفتنی صورت کے پیش نظر حکومت کشمیر نے مفاہمت کی پیش کش کی جس پر چند سرکردہ شخصیات کی طرف سے جمعیت علمائے ہند کے صدر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ اور سیکرٹری جنرل مولانا احمد سعید دہلوی سے درخواست کی گئی کہ وہ مجلس احرار اسلام اور حکومت کشمیر کے مابین مفاہمت کی راہ پیدا کریں۔ چنانچہ اس سلسلے میں مجلس احرار اسلام، حکومتِ کشمیر اور جمعیت علمائے ہند کی جو خط و کتابت ہوئی' حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ اصل کاپی میرے پاس موجود ہے۔ ۱۹۶۳ء میں جب وزیر اعظم کشمیر شیخ محمد عبداللہ پاکستان کے دورے پر آئے تھے اور وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے سوگباش (فوت) ہونے پر اپنا دورہ ادھورا چھوڑ کر واپس چلے گئے تھے' تو راقم الحروف نے یہ خط و کتابت روزنامہ ''امروز'' لاہور میں شائع کرائی تھی۔ اس میں آزادیٔ کشمیر کی پہلی تحریک کے زیر عنوان سب سے مفصل مضمون میرا ہی شریک اشاعت ہوا تھا۔ بعد ازاں اسے مزید مفصل معلومات کے ساتھ راقم کے ماہنامہ صوت الاسلام فیصل آباد میں بھی مئی ۱۹۹۴ء کو کشمیر نمبر کی صورت میں شائع کیا گیا تھا۔ اس ضخیم نمبر کی خصوصیت یہ بھی تھی کہ ۱۹۴۸ء میں استادِ محترم حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا جہادِ کشمیر کی بابت وہ تاریخی فتویٰ بھی اس میں درج ہے جو انہوں نے

سعودی عرب، مصر، شام، فلسطین وغیرہ عرب علماء وشیوخ سے حاصل کیا تھا' اسے عربی متن کے ساتھ مع ترجمہ اور شیوخ ومفتی صاحبان کے دستخطوں کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

علاوہ ازیں اس میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا مودودی کے درمیان کشمیر کے جہاد کی بابت جو خط وکتابت ہوئی تھی' اسے بھی شریک اشاعت کیا گیا ہے۔ اس پس منظر کو واضح کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گزشتہ دنوں حریت کشمیر کے رہنما پاکستان میں آئے تو جن لوگوں نے ان کا استقبال کیا اور جو لوگ ان دنوں تحریک آزادئ کشمیر کے ''قائد اور چودھری'' بن بیٹھے ہیں' ان کا حقیقی آزادئ کشمیر کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں تھا اور اگر میں اس سلسلے میں یہ الفاظ استعمال کروں کہ یہ لوگ تو ان دنوں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو خلافِ حقیقت نہیں ہوگا:

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن'

اس تذکرے میں یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے ارباب اقتدار کو اپنی اس کوتاہی اور عاقبت نااندیشی کا ضرور احساس ہو گیا ہوگا یا ہو جانا چاہیے کہ فرنگی سامراج نے تقسیم ہند کے وقت کشمیر کا قضیہ قادیانیوں کے اس موقف کے پیش نظر الجھایا اور کھڑا کیا تھا کہ ضلع گورداسپور میں آباد قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ شمار کیا جائے۔ جس کی بنا پر یہ ضلع غیر مسلم اکثریت کا علاقہ بن گیا اور اس کو پاکستان میں شامل کر لینے کے بعد دوبارہ ہندوستان میں شامل کرنے کا اعلان کیا تھا۔

پھر جب پاکستان قائم ہو گیا تو رہی سہی کسر اس کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے نکال دی تھی۔ مسئلہ کشمیر کا آج تک الجھاؤ اس قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کی سازش کا شاخسانہ ہے۔

تحریکِ آزادئ کشمیر کا آغاز ۱۹۴۸ء سے نہیں

قیامِ پاکستان کے بعد برسر اقتدار آنے والوں کی اکثریت چونکہ نوابوں، جاگیرداروں اور انگریزی سرکار کے خاص کارندوں کی تھی' اس لیے انہوں نے تحریک آزادی کشمیر کا آغاز ۱۹۴۸ء سے شمار کیا اور اب تک اس کی رکاوٹ لگاتے چلے آرہے ہیں اور ''نوواردانِ حلقہ صحافت'' بھی حریت کشمیر کا تاریخی پس منظر معلوم کئے بغیر اس سلسلے کی تمام جدوجہد کو قیامِ پاکستان کے بعد سے وابستہ کر کے حقائق اور تاریخی صداقتوں کو مسخ اور فراموش کرنے کا ایسا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں' جسے مورخ کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

نیز اس سلسلے میں یہ تلخ حقیقت بھی لائق وضاحت ہے کہ برصغیر کی ایک مقبول اور مؤثر دینی وسیاسی جماعت مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماؤں کی وفات کے بعد دیگر جماعتوں کی طرح اگرچہ یہ جماعت بھی مختلف النوع بحرانوں کا شکار ہوئی ہے اور یہ واحد جماعت ہے جسے قیام پاکستان کے بعد اس کے دینی واسلامی تشخص اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر سرگرمی کا مظاہرہ کرنے کی پاداش میں فرنگی سامراج کے انعام یافتہ حکمرانوں نے خلافتِ قانون قرار دے کر اس کی سرگرمیاں ممنوع قرار دے دی تھیں۔ ایسے ناگفتنی حالات میں جماعت کا سابقہ معیارِ کارکردگی متاثر ہونا اگرچہ ایک فطری امر تھا لیکن

بایں ہمہ مجلس احرار اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے بعد جن شخصیات کے ہاتھوں میں اس کی باگ ڈور آئی ہے' انہوں نے بھی اپنے تاریخی کردار کے تحفظ کی جانب خاص توجہ نہ دی اور ''خانۂ خالی را دیومی گیرد'' کے مصداق تحریک آزادی کشمیر کی باگ ڈور ایک ایسی جماعت کے ہاتھوں میں آ گئی ہے۔ جس کا اس کے ساتھ نہ تو کوئی تاریخی تعلق تھا اور نہ ہی نظری و فکری اعتبار سے آزادیٔ کشمیر کی خاطر جدوجہد کو جہاد کا درجہ دینے پر آمادہ تھی۔ (۱)

بہر نوع بیدار لوگ ہی منزل مقصود کو پہنچتے ہیں۔ اب دینی جماعتوں کی موجودہ قیادت کو غفلت کی چادر سے باہر بھی جھانکنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ دنیا کے لوگ کہاں پہنچ گئے ہیں لیکن ان کا کاروانِ تلاش منزل میں اب کہاں بھٹک رہا ہے؟

(۱) مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ اکابر احرار کی باقیات میں سے ہیں اور جماعتِ احرار کے تمام نشیب و فراز سے کماحقہ آگاہ ہیں۔ وہ خود احرار کے سیاسی کردار سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرنے والوں میں سے ہیں۔ مولانا مگر قیام پاکستان کے بعد تحریک آزادیٔ کشمیر کی صورتِ حال سے بے خبر بھی نہیں کہ ایجنسیوں نے کیا کردار ادا کیا اور کیا کر رہی ہیں۔ مولانا مجاہد الحسینی تحریک مسجد شہید گنج ۱۹۳۵ء کے برگ و بار سے بھی آگاہ ہیں کہ کس طرح اس کا ملبہ احرار پر ڈال کر اسے تباہ کیا گیا۔ ملحوظ رہے کہ احرار کشمیر کے حوالے سے کسی نئے شہید گنج کے متحمل نہیں۔ کشمیر کے مستقبل کے متعلق بانی احرار حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۴۹ء میں جو پیش گوئی کی تھی 'وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہو رہی ہے۔ یہی پیش گوئی اور پالیسی آج کی احرار کے پیش نظر ہے۔ البتہ کشمیریوں کی اخلاقی حمایت حسب سابق جاری ہے۔ کشمیر ضرور آزاد ہونا چاہیے اور کشمیریوں کی خواہش کے مطابق ہونا چاہیے۔ ایجنسیوں کا کھیل تا حال جاری ہے اور احرار کی موجودہ قیادت کسی صورت اس کا حصہ نہیں بن سکتی۔ جو لوگ اس کا حصہ بنے' اُن کا انجام قوم کے سامنے ہے۔ رہی سہی کسر موجودہ حکومت نے نکال دی ہے۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟ (ادارہ)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

مرکزِ احرار
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

25 اگست 2005ء
بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

فون: 061-4511961

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

عطاء اللہ شہاب (گلگت)

ملتان کا تحفہ

جنوبی پنجاب کا مرکزی شہر اور سرائیکی بیلٹ کا مرکز ملتان یوں تو کئی حوالوں سے معروف ومشہور ہے مگر یہاں کے باسی کہتے ہیں کہ ملتان کی وجۂ شہرت کچھ اور ہے اور یہی وجۂ شہرت اس قدیم اور تاریخ شہر کا تحفہ بھی ہے اس بابت کہاوت مشہور ہے:

چہار چیز است تحفۂ ملتان
گرد و گرما گدا و گورستان

یعنی

ملتان کی مشہور ہیں بس چیزیں چار
گرمی ،آندھی ،بھک منگے ،چوتھے مزار

ملتانی مٹی اور ملتانی گرمی کی شہرت میں تو کوئی کلام نہیں البتہ گداگر اور فقیر ملتان کی وجۂ شہرت اور تحفہ اس اعتبار سے ہیں کہ شہر ملتان میں گداگر بڑی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ہمارے دوست اور ملتان کے نامور ادیب، محقق، نقاد اور افسانہ نگار جناب جاوید اختر بھٹی صاحب کہتے ہیں کہ ان کی دکان پر صبح سے شام تک اوسطاً پچاس فقیر ''فقیرانہ صدا'' لگاتے ہیں۔ بسا اوقات یہ تعداد ایک سینکڑہ تک پہنچ جاتی ہے۔ شہر ملتان میں قبریں بھی بہت زیادہ تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو اس لیے کہ ملتان برسوں سے کئی بار میدانِ کارزار اور اس لیے بھی کہ اولیائے کرام کے مقابر بڑی تعداد میں ہونے کی وجہ سے یہاں کے لوگ قبروں کے ساتھ گہری عقیدت رکھتے ہیں اور اسی عقیدت کی بنا پر قبروں کی دیکھ بھال، صفائی ستھرائی، تعمیر اور قبروں کو پختہ کرنے کا کام بڑی عقیدت اور نہایت جذبے سے کرتے ہیں۔ شہری انتظامیہ کی جانب سے بارہا کئی مقبروں کے انہدام کے باوجود محکمۂ آثارِ قدیمہ تاریخی قبروں کا کھوج لگاتا رہتا ہے، انتظامیہ قبروں کے خاتمے کے لئے اقدامات اٹھارہی ہے اور آثارِ قدیمہ کا محکمہ قدیم اور تاریخی مقبروں کا کھوج لگا کر مقبروں کو متعارف کراتا رہتا ہے۔ قدیمی روایات کے پابند اور اولیاء کی زیارات سے عقیدت رکھنے والے یہاں کے باسی انتظامیہ کی حرکات کو ناپسندیدگی اور محکمۂ آثارِ قدیمہ کی ایجادات کو نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ملتان کی گرمی کی شدت کا بڑا شور سن رکھا تھا لیکن یقین مانیے کہ ملتان کے جھلسا دینے والے دنوں کی نسبت یہاں کی راتیں بڑی پرفضا تھیں، ٹھنڈی ٹھنڈی صحرائی ہواؤں سے لطف اندوز جو ہوئے تو ناشکری نہ ہو کہ ذرا دیر کے لیے گلگت کی

یخ بستہ راتوں کا مزہ بھول گئے۔ ملتان میں میرے لیے کشش کی وجوہات کچھ اور ہیں۔ وہ یہ کہ تاریخ اسلام کے نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم ایک مظلوم مسلم بہن کی پکار پر دیبل پر حق وصداقت اور انصاف کا پھریرا لہراتے ہوئے ملتان پہنچے تو کئی مظلوموں کے دلوں کی دھڑکن بن گئے تھے اور آج بھی کسی مظلوم کی شفقت اور سرپرستی کے لیے محمد بن قاسم استعارہ بن چکے ہیں۔ فراعینِ وقت سے متصادم مسلمانانِ عالم کسی محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی اور طارق بن زیاد کے منتظر اور متلاشی ہیں۔ ملتان محمد بن قاسم کی آماجگاہ بن گیا اور یوں ملتان سے ایک ایمانی وجذباتی عقیدت بھی قائم ہوگئی جو کہ ایک فطری بات ہے۔

قافلۂ احرار کے میرِ کارواں، شہنشاہِ خطابت اور آزادئ ہند کے علمبردار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور آپ کی روحانی وصلبی اولاد نے تقسیم ہند اور قیامِ پاکستان کے بعد اسی شہر کو اپنا مسکن بنالیا، برصغیر کی معروف اور منفرد علمی درسگاہ جامعہ خیر المدارس بھی یہیں ملتان میں واقع ہے۔ نیز ام المدارس جامعہ دارالعلوم دیوبند سے فکری ونظریاتی اور عملی طور وابستہ جملہ مدارس وجامعات کا بورڈ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا مرکزی دفتر بھی ملتان میں واقع ہے۔ اوپر سے ٹھہرا ملتان اولیاء کا شہر تو ان ہی وجوہات کی بناء پر ملتان سے اپنا تعلق اس قدر قوی ہوگیا کہ ماہِ جون میں گرمی کی شدت کے باوجود وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ کے مؤقر اور نمائندہ اجلاس میں شرکت کے حوالہ سے ملتان یاترا کو بار سمجھنے کی بجائے اپنے لیے اعزاز گردانا اور ملتان حاضر ہوئے۔

بڑی خواہش بھی تھی اور دیرینہ آرزو بھی کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے خانوادے کے قائم کردہ دینی مرکز ''دار بنی ہاشم'' حاضری دوں کہ اس ادارے اور اس کے مکینوں سے ہمارے بزرگوں بالخصوص میرے والد رحمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عقیدت رہی ہے۔ حسنِ اتفاق سے جس شب ہم ملتان پہنچے تو نواسۂ امیر شریعت، ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے مدیر جناب سید کفیل بخاری تین دن ملتان سے باہر رہ کر آج ہی ملتان واپس لوٹے تھے۔ محترم جاوید اختر بھٹی صاحب کی معیت میں دار بنی ہاشم گئے۔ رات گئے تک مختلف اور متنوع موضوعات پر بڑی تفصیلی گفتگو رہی اور یہیں پر سید ذوالکفل بخاری (سید کفیل بخاری کے چھوٹے بھائی) سے بھی شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ وہ انگریزی کے پروفیسر ہیں اور آج کل سعودی عرب میں استاذ ہیں۔ ملتان سفر کا مقصدِ وحید وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کرنا تھا جو کہ ۳۰ جون کو منعقد ہوا۔

پاکستان میں اس وقت دینی مدارس وجامعات کے پانچ نمائندہ بورڈز قائم ہیں:

(۱) وفاق المدارس العربیہ (دیوبندی)
(۲) وفاق المدارس السّلفیہ (اہل حدیث)

(۳) وفاق المدارس الشیعہ (شیعہ)

(۴) رابطۃ المدارس الاسلامیہ (جماعت اسلامی)

(۵) تنظیم المدارس (بریلوی)

ان وفاق ہائے مختلفہ سے منسلک وملحق تقریباً تیرہ ہزار مدارس و جامعات علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔حسنِ اتفاق دیکھئے کہ ان تیرہ ہزار مدارس میں سے آٹھ ہزار مدارس وجامعات وفاق المدارس العربیہ سے منسلک وملحق ہیں۔

ہر سال ڈیڑھ لاکھ کے قریب طلباء وطالبات وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات میں شرکت کرتے ہیں، وفاق سے ملحق مدارس میں زیرِتعلیم طلباء وطالبات کی تعداد ۶ لاکھ سے زائد ہے۔۱۹۶۰ء سے وفاق المدارس العربیہ نے باضابطہ طور پر امتحانات کا آغاز کرکے اسناد جاری کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔۲۰۰۴ء تک وفاق ۹ لاکھ ۱۸ ہزار طلباء وطالبات کو اسناد دے چکا ہے۔

وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ کا حالیہ اجلاس جو حضرت اقدس شیخ الحدیث صدر الوفاق حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔جسمیں ملک کے نامور علمائے کرام حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، شیخ الحدیث مولانا زرولی خان، شیخ الحدیث مولانا حسن جان، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلیٰ وفاق) مولانا محمد ادریس، ڈاکٹر سیف الرحمٰن، مولانا مشرف علی تھانوی، مولانا ارشاد احمد، مولانا محمد طیب، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا قاری عبداللہ، مولانا محمود الحسن اشرف اور مولانا سعید یوسف شریک ہوئے۔

وفاق سے متعلق کچھ اہم معاملات اور امور پر اجلاس میں تفصیلاً غور وخوض کیا گیا۔بہت سارے اہم فیصلوں سمیت یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ بیرونِ ملک مختلف ممالک کے دینی مدارس و جامعات کی طرف سے پے در پے درخواست کے تناظر میں وفاق المدارس العربیہ کو عالمی قرار دیا گیا۔

وفاق المدارس کے مروج نصاب تعلیم میں حالات حاضرہ کی رعایت سے ترمیم وتبدیلی کی ضرورت محسوس کی گئی اور اسی بابت ذمہ دار، تجربہ کار اور زیرک علماء کرام کی تشکیلات کی گئیں۔

وفاق المدارس العربیہ، صدر الوفاق حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی صدارت، سرپرستی اور بھرپور توجہات اور جوان فکر، متحرک اور فعال ناظم اعلیٰ حضرت قاری محمد حنیف جالندھری کی شبانہ روز کوششوں سے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ہر گزرتے دن اس کی مقبولیت اور قبولیت میں اضافہ اور مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔۱۵ مئی ۲۰۰۵ء کو کنونشن سنٹر اسلام آباد میں منعقدہ دینی مدارس کنونشن نے اس مقبولیت اور قبولیت پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

امیر شریعتؒ زندہ ہیں

امیر شریعتؒ کو ہم سے جدا ہوئے چوالیس برس بیت گئے۔ اس عرصے میں کوئی دن ایسا ہوگا جب ہم نے انہیں دل کی دھڑکنوں اور دماغ کی گہرائیوں میں نہ پایا ہو' ہم نے کبھی انہیں بھلایا ہے اور نہ ہی یاد کیا ہے کہ یاد تو ان کو کیا جاتا ہے جنہیں بھلا دیا ہو ؎

کب یاد میں ان کی یاد نہیں، کب ہاتھ میں ان کے ہات نہیں
صد شکر کہ اپنی راتوں میں ، اب ہجر کی کوئی رات نہیں

شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت تھے۔ جن کی تمام خوبیوں کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہم نے ان سے ہی دینی غیرت کا سبق پڑھا اور وہ سبق اب ہمیں از بر ہے۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ ''دین تو نام ہی غیرت کا ہے۔'' ان کی تمام تر زندگی اسی وصف سے عبارت تھی۔ ان کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ اس سے غافل ہوئے ہوں۔ اک اضطراب مسلسل، اک ولولہ، اک جذبہ کہ جس کی نہ کوئی حد ہے نہ حساب ہمیشہ ان کے دامنِ صد چاک سے بندھا رہا' اور وہ اس پر نازاں رہے۔ انہوں نے اپنی مشتِ خاک سے اپنا جہاں خود پیدا کیا۔ ابرِ رحمت بن کر وہ اپنی کشتِ آرزوئے جنوں آشنا پر برسے اور اسے شاداب کر دیا۔ وہ قربانی و ایثار کی تفسیر تھے۔ انہیں اگر بادِ بہاری سے تشبیہ دی جائے تو وہ ایمان کے گلزار پر چھائے رہے۔ انہوں نے اپنے جذبۂ ایمانی سے غلامی کی ہر روایت کو زمیں بوس کر دیا۔ وہ ایک ایسے سرفروش تھے کہ جس نے ظلم کی ہر دیوار کو ڈھا دیا۔ وہ ایک تیغِ بے نیام تھے کہ جس نے کفر کے ہر مکروہ جال کو کاٹ کے رکھ دیا۔ ان کی تقریریں موجۂ کوثر و تسنیم تھیں جنہوں نے غلام ہندوستان کے ہر فرد کے دل و دماغ کو متأثر کر کے میدانِ کارزار میں لا کھڑا کیا۔ انہوں نے غلاموں کو زبان عطا کی، اک ولولہ، اک حوصلہ دیا اور وہ ایک ایسی طاقت سے ٹکرا گئے جو اپنے بامِ عروج پر تھی۔ ان کا دل صرف اسلام کے لیے دھڑکتا تھا اور دماغ فقط عظمتِ اسلام کے دوبارہ حصول کے لیے سوچتا تھا۔ انہوں نے اپنے قول اور فعل سے ایک جہان کو متأثر کیا اور اس سے عظمتِ اسلام اور احیائے اسلام کے لیے کام لیا کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس سرزمین پاک و ہند کا ذرہ ذرہ ان کا ممنون ہے کہ انہوں نے درسِ حریت دیا۔ غلامی سے آزادی تک کے سارے سفر میں ان کا ہر قدم آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بن چکا ہے۔ ادائے حسنِ کلام ان پہ قربان ہو ہو جاتی تھی۔ وہ ہر لحاظ اور ہر پہلو سے نقیبِ صدق و صفا اور پیکرِ مہر و وفا تھے۔ وہ تمام عمر سامراج دشمنی میں صفِ اوّل میں شریکِ جنگ رہے۔ انہیں اگر انقلابِ حمیّت کا عنوان قرار دیا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ

نہیں۔ وہ سخن شناس بھی تھے اور شگفتہ مزاج بھی۔ ان کی نواؤں کی گونج آج بھی فضا میں ایک تہلکہ مچائے ہوئے ہے۔ وہ داستانِ عزم وہمت کا ایک روشن باب ہیں کہ جن کا دامن قبر تک خالی گیا۔ انہیں کوئی ڈرا سکا' نہ جھکا سکا اور نہ ہی کوئی خرید سکا کہ ان کی نگاہ بلند تھی' سخن دلنواز تھا اور جان پُرسوز ؎

نگہ بلند ، سخن دلنواز ، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

وہ اقلیمِ فنِ اظہار تھے۔ وہ سرمایہ جوشِ احرار تھے۔ وہ آشنائے مزاجِ عالم تھے جو دنیا کو مئے تُند و تازہ دیتے رہے۔ وہ فردِ واحد نہیں تھے بلکہ ایک تحریک تھے' جو غلاموں کو ان کی غلامی کے خلاف لڑنے کا حوصلہ دیتی رہی۔ مخالفت کے بپھرے ہوئے طوفان ان کے پائے ثبات میں جنبش پیدا نہ کر سکے۔ وہ چٹان تھے کہ کفر و باطل کی ہر لہر ان سے ٹکرا ٹکرا کر ناکام لوٹتی رہی لیکن انہیں اپنے مقام سے ایک انچ بھی اِدھر سے اُدھر نہ کر سکی۔ لبادۂ قادیانیت کے لیے وہ برقِ تپاں اور شعلۂ پرّاں ثابت ہوئے۔ قادیانیت کی تخلیط اور دلدل کو انہوں نے اس طرح بے نقاب کیا کہ قادیانیت کا مدقوق چہرہ ابھر کر سامنے آ گیا۔ انہوں نے تقدیسِ رسالت کے لیے وقت کی تیز و تُند ہواؤں سے بغاوت کی۔ انہوں نے ہی بند و سلاسل کے ہر مرحلے کو حوصلے کے ساتھ طے کر کے چہرۂ دار و رسن کو روشن کیا۔ ان پر فصاحت و بلاغت آج بھی فخر و ناز کرتی ہے۔ وہ بولتے کیا تھے کہ لفظوں سے کھیلتے تھے انہیں مجمع کو کشتِ زعفران بنانا بھی آتا تھا اور لفظوں میں آگ بھر کے کسی مقدس مقصد کے لیے اکسانا بھی آتا تھا۔ وہ لفظوں سے جادو جگاتے اور ایمانی قوت کو جگمگاتے تھے۔ وہ پیکرِ اخلاص' کذب و ریا سے پاک، صاف شفاف کردار کے مالک تھے کہ ہمیں ہی ان پر فخر و ناز نہیں خود فخر و ناز ان پہ نازاں ہے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی شہہِ لولاک ﷺ کی محبت میں پنہاں تھی۔ ان کے لب پر توحید کے نغمے رواں رہے۔ ان کی کوئی ذاتی خواہش تھی نہ کوئی تمنا۔ ان کا کوئی ذاتی دوست تھا نہ ہی کوئی ذاتی دشمن۔ ان کی دوستی اور دشمنی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تھی اور ایک مومن کی یہی بنیادی پہچان ہوتی ہے۔

زمانہ ہزار کروٹیں بدلتا آگے بڑھتا رہے گا لیکن وہ ہمیشہ زندہ و پائندہ اور تابندہ و درخشندہ رہیں گے۔ وقت کا بہتا ہوا دریا ان کی عظمت و سطوت' ان کے عزم و استقلال' جذب و جنوں کے گیت گاتا رہے گا۔ ان کا حُسنِ بیاں یونہی جگمگاتا رہے گا۔ ان کی تاثیرِ تلاوت یونہی کانوں میں رس گھولتی رہے گی۔ زمانہ ان کی عظمت و شوکت کے سامنے سرنگوں رہے گا۔ کیونکہ تعظیمِ محمد ﷺ کی ادا مر نہیں سکتی۔

کبھی کبھی ان کی شخصیت کے بارے میں سوچتا ہوں تو سوچ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں کہ ان کی شخصیت کا احاطہ کر سکوں لیکن وہ کہاں اور میں کہاں۔ دل سے آواز آتی ہے کہ بس ان کے بارے میں یہی کہہ دو:

جانے والے دل کو پتھر کر گئے، پھر کسی کو دیکھ کر دھڑکا نہیں
دیکھنا بھالنا گیا ان کے ساتھ، آنکھ مدت سے سوچتی ہے فقط

وہ سمجھنے سمجھانے کی نہیں بلکہ مبہوت کر دینے والی شخصیت ہیں۔ انہیں سمجھا جا سکتا ہے نہ سمجھایا جا سکتا ہے ؎

کوئی باور نہ کرے گا وہ سخن کا اعجاز
شاید اب کوئی نہ سمجھے گا کہ کیسا تھا وہ

جن کا قلب حریم صفات کا محرم ہو، جن کے خلوص کو عشق محمد ﷺ کی سبیل سے تشبیہ دی جاتی ہو، جو شعورِ مجسّم ہو، جو عظمتِ دین کا نشان بن کر دمکتا چمکتا نظر آئے، جو حق آگہی کی دلیل ناطق ہو، جس کی جبیں پر صدق وصفا کا جھومر سجا ہو، جس کی خوشبو سے بہاروں کے مزاج معطر ہو جاتے ہوں، جو ایوانِ مشیّت کا روشن چراغ ہو، جو قبلۂ اہل نظر ہو جس کا سینہ گدازِ قرآن اور نُطق ادراکِ قرآن کا غماز ہو، جو بُستانِ مصطفےٰ ﷺ کا بلبلِ رنگیں نوا ہو، جو آزادیٔ جمہور کی دلربا ادا ہو، جس کے سر پر عشق محمد ﷺ کا تاج رکھا ہو اور دل میں نورِ نبوت کا خزانہ مستور ہو، جو دین وسیاست کا ایک دلکش اور دلربا امتزاج ہو، جو قطعۂ آزادیٔ وطن کا ایک خونچکاں باب ہو، جو راست بازی کا اوجِ کمال ہو، جو دولتِ فقر وغنا سے مالا مال ہو، ظلم کے آگے جس کا سر کبھی خم نہ ہوا ہو، جس کے آہنی عزم نے زنجیر غلامی کو توڑ کے رکھ دیا ہو، جس کے ارادوں میں شکوہِ کوہ اور گرج میں عظمتِ اسلام کی گونج ہو، جس کے جنون و عشق پر عقل ودانش پروانوں کی طرح جل مرتے ہوں، جو پروازِ خرد سے بے خبر اور ہمت عالی پر فخر وناز کرتا ہو، جس نے درویشی کی شان کو برقرار رکھتے ہوئے تاجوروں سے مقابلے کئے ہوں، جس کی خطابت سحر آفریں ہو، جس کی خلوت وجلوت میں اسرار ورموز کے پھول جھڑتے ہوں، جس نے قصرِ شاہی کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہو، جس نے سطوتِ شاہی کو طمانچے مارے ہوں، جس کے قدموں تلے فرنگی مکار رحم وکرم کی بھیک مانگتا دکھائی دے..... وہ شخص کبھی مرسکتا ہے...... ہرگز نہیں ؎

ورنہ سقراط مر گیا ہوتا
اُس پیالے میں زہر تھا ہی نہیں

ایسے لوگ صرف پیدا ہوتے ہیں، مرتے نہیں، ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، اور امیر شریعتؒ بھی زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ ؎

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

پروفیسر خالد شبیر احمد

تیرے فراق میں

(بیاد: امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمتہ)

سیلِ حرماں کے مقابل اک دلِ بے تاب ہے
دل کی دنیا بن تیرے بے رنگ ہے بے آب ہے

عشق تیرا بیکراں ہے میں ضعیف و ناتواں
تُو بہارستانِ عالم میں گیاہِ بے نشاں

حسرت و یاس و الم کے سارے داغوں کو لیے
ہوں رواں میں راہِ غم پہ ان چراغوں کو لیے

میرے شعروں میں نہاں ہے تیری فرقت کا الم
دل کی دھڑکن میں بسی ہیں تیری یادیں تیرا غم

قلب و جاں میں اشتیاقِ دید کی برقِ تپاں
ضبط کا ہے یا میرے صبر و رضا کا امتحاں

ضوفشاں جس روز سے دل میں میرے ہے تیری ذات
ہیں شکستہ کعبۂ جاں کے سبھی لات و منات

تیرے قدموں سے ملا مجھ کو شعورِ بندگی
تیرے جذبوں سے مہکتا ہے جہانِ زندگی

کارگاہِ فکر میں تیرے تصوّر کو ثبات
بن گیا تیرا جنوں میرا اثاثۂ حیات

غیرتِ ملّی کی بے شک دلرُبا تصویر تُو
سینۂ ظلمت پہ روشن حرف کی شمشیر تُو

تیرے لفظوں کی روانی آبشاروں کا بہاؤ
یاد آتا ہے مجھے تیری خطابت کا رچاؤ

تُو ہے روشن استعارہ نطق کے اعجاز کا
قلب کو گرما گیا شعلہ تیری آواز کا

تیری صورت کی وجاہت گیسوؤں کے پیچ و خم
دیکھ کر جس کو سدا رکتے رہے چلتے قدم

میں کہ تیری زندگی کا اک تتمّہ ہو گیا
تیری چاہت کے مضامیں کا حوالہ ہو گیا

فیض سے تیرے ہمہ تن میں ہوا ہوں فیض یاب
تیرے فکر و فن کا ہر گوشہ درخشاں آفتاب

آ کہ اب تو خالدؔ شبیر ہے غم سے نڈھال
اپنے دیوانے کو اپنی دید سے کر دے نہال

ابوسفیان تائبؔ (حاصل پور)

ان دیکھا محبوب

میں خود کو اس قابل نہیں پاتا کہ عالمِ اسلام کے عظیم مجاہد شہسوارِ خطابت ولیٔ کامل، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ وسرفروشانہ زندگی کے کسی گوشہ پر قلم اٹھا سکوں۔ کہاں مجھ جیسا کم علم وکوتاہ نظر اور کہاں شاہ جیؒ کی بلند وبالا عظیم شخصیت۔ مگر ایک آرزو ہے ایک تمنا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداروں میں سوت کی اٹی لے کر آنے والی بڑھیا کی طرح مجھ ناچیز کا بھی بخاریؒ کے مداحوں میں شمار ہو جائے۔

یہ اس وقت کا ذکر ہے جب میری عمر کا پندرہواں سال تھا اور دینی جلسے سننے کا شوق اس قدر کہ شہر میں شاید ہی کوئی ایسا جلسہ ہو جو میں نے نہ سنا ہو اور ان جلسوں میں شاید ہی کوئی ایسا مقرر ہو جس کی تقریر مجاہدِ کبیر حضرت امیر شریعتؒ کے ذکر سے خالی ہو۔

''امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ'' جونہی یہ نام میرے کانوں سے ٹکراتا، دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا۔ اس نام کے سننے سے کچھ ایسا سرور آتا کہ میری روح جھوم اٹھتی، دل میں ایک جذبہ ایک امنگ، ایک ولولہ پیدا ہو جاتا۔ یوں لگتا جیسے میں مدتوں سے اس نام سے شناسا ہوں۔ دل چاہتا کہ ابھی اسی لمحے اپنے اس ان دیکھے محبوب کے قدموں سے جا لگوں، مگر معاً یہ خیال آتا کہ میرا وہ ان دیکھا محبوب، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جیسے اوصافِ حمیدہ سے متصف انسانی عظمتوں اور شرافتوں کا لازوال پیکر اس عالم فانی سے کوچ کر چکا ہے۔ وہ تو دور بہت دور بہشت بریں میں جلوہ افروز ہے۔ میں دل تھام کر رہ جاتا اور خود ہی اپنے آپ سے کہتا:

کہاں تو غبارِ دھرتی کہاں وہ فلک کا تارا

جب بھی کوئی مقرر، کوئی خطیب، کوئی واعظ، کوئی مبلغ شاہ جیؒ کا ذکر کرتا آپ کی مجاہدانہ زندگی کے واقعات بیان کرتا تو میری روح تڑپ اٹھتی بے قرار ہو جاتی۔ شاہ جیؒ کی محبت نے مجھے دیوانہ بنا ڈالا تھا۔ ان ہی دنوں ہمارے شہر کی دینی درسگاہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں غالباً دوسری شب کے اجلاس میں مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کی تقریر ہوئی۔ مجھ پر تقریر سننے کا شوق کم اور شاہ جیؒ کے واقعات سننے کا شوق زیادہ غالب تھا۔ مولانا دین پوری نے شاہ جیؒ کی پاکیزہ زندگی کے واقعات کچھ اس انداز سے بیان کیے کہ میں شاہ جیؒ کی ساحرانہ شخصیت کا اور بھی گرویدہ ہو گیا۔ مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کہہ رہے تھے:

''یہ ۱۹۲۱ء کی بات ہے شاہ جیؒ میانوالی جیل میں تھے۔ آزادی کے اس عظیم مجاہد کی راتیں جیل میں قرآن

پڑھتے گزرتی تھیں۔ایک رات چودھویں کا چاند اپنے جوبن پر تھا۔شاہ جیؒ اپنے مخصوص انداز میں سورۃ یوسف کی تلاوت فرمارہے تھے،فضا پر سکوت طاری تھا،قرآن کی معجزانہ تاثیر سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے چاند تھم گیا ہو،ستارے جھک گئے ہوں کائنات کا ذرہ ذرہ قرآن کی حجازی لے میں ڈوب گیا ہو۔اتنے میں پیچھے سے کسی نے پکارا،آواز درد میں ڈوبی ہوئی تھی۔شاہ جیؒ نے دیکھا تو سپرنٹنڈنٹ جیل پنڈت رام لال جی زاروقطار روتا ہوا چلا آرہا تھا۔رخساروں پر آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی تھیں۔کہنے لگا شاہ جی خدا کے لیے بس کرو!میرا دل قابو سے باہر ہو چلا ہے مجھ میں اب او رونے کی سکت نہیں ہے۔یہ قرآن کا اعجاز تھا۔‘‘

مولانا دین پوریؒ نے شاہ جیؒ کا یہ واقعہ بیان کر کے سامعین کو تڑپا دیا اور مجھے میرے ان دیکھے محبوب نے ہمیشہ کے لیے اپنی ساحرانہ گرفت میں لے لیا۔دانش وفرزانگی کا مظہر اور ذہانت و فطانت عیاں کرتی ہوئی کشادہ پیشانی، خوبصورت گھنے ابرو،بارعب و پرجلال موٹی حسین آنکھیں،وجیہہ وشکیل فراخ چہرہ،شانوں کو چھوتی ہوئی خوبصورت زلفیں، جہد مسلسل کا عادی مضبوط جسم۔یہ شاہ جیؒ کی وہ تصویر تھی جو روزنامہ مشرق کے ایڈیشن میں چھپی۔میں نے یہ تصویر زندگی میں پہلی بار دیکھی اور تصویر میں کھو کر رہ گیا۔میرا جنون مجھے کہہ رہا تھا تم بھی تصویر بناؤ اور میں نے شاہ جیؒ کی تصویر بنانا شروع کر دی،ان دنوں مجھے تصویریں بنانے کا شوق تھا۔شاہ جیؒ کی تصویر سے میرے اس شوق کی تکمیل ہوگئی۔بہت دنوں وہ رنگین تصویر بیٹھک میں سجی رہی لیکن جب تصویر کے ناجائز ہونے کی احادیث نظر سے گزریں اور غلطی کا احساس جاگا تو میں نے اس تصویر کو ضائع کر دیا مگر شاہ جیؒ کی جو تصویر میرے دل پر نقش ہو چکی تھی وہ اور زیادہ گہری ہوتی چلی گئی۔شاہ جیؒ کی مجاہدانہ وسرفروشانہ زندگی سے کسی حد تک میں متعارف ہو چکا تھا۔مگر شاہ جیؒ کی جماعت ’’مجلس احرار اسلام‘‘ سے ابھی تک نا آشنا تھا۔ملک کی تقریباً تمام دینی جماعتوں کا تعارف مجھے حاصل تھا اور میں ایک معروف دینی جماعت میں شامل تھا۔شب وروز جماعتی اجلاسوں،عام جلسوں،پریس کانفرنسوں میں شریک ہوتا مگر کبھی کسی مولوی،کسی واعظ،کسی مقرر،کسی خطیب نے مجلس احرار اسلام کا نام تک نہ لیا تھا اور نہ ہی کبھی شاہ جیؒ کی اولاد کا ذکر کیا تھا۔جیسے خاندان امیر شریعتؒ اور مجلس احرار اسلام سے مکمل بائیکاٹ کر لیا گیا ہو(بعد میں اس کی تصدیق بھی ہوگئی)شاہ جیؒ کی جماعت اور ان کے فرزندوں کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت گمنام بنا دیا گیا تھا۔فرزندان امیر شریعت وطن میں ہوتے ہوئے اپنے ہم وطنوں کے لیے اجنبی تھے۔

۱۹۷۰ء کے اواخر میں یحییٰ خان رافضی کی یہودیانہ ذہنیت اور ذوالفقار علی بھٹی کی شاطرانہ چالوں سے پاکستان دولخت ہوا۔سوشلزم کا پرچارک بھٹو’’ادھر ہم ادھر تم‘‘ کا نعرہ لگا کر اور نوے ہزار پاکستانی فوج انڈیا کی جیلوں میں پہنچا کر اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہوا۔پاکستان بننے کے صرف تئیس سال بعد ہی دوقومی نظریہ کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں لادین جمہوریت کی ایسی آندھی چلی کہ دینی جماعتوں نے بھی ڈیموکریٹ اور سیکولر ذہنیت کے حامل سیاست دانوں سے مل کر حکومت سے حصہ بانٹنا ہی دین کی خدمت سمجھ لیا۔ملک کی تقریباً تمام نام نہاد دینی جماعتیں لادین

سیاست دانوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئیں۔ دین سے بیگانہ مغربی تہذیب کے دلدادہ سیکولر سوشلسٹ اور ڈیموکریٹ سیاست دان جب چاہتے اپنے سیاسی مقاصد کیلئے مذہبی جماعتوں کو استعمال کرتے اور پھر دھتکار دیتے اور ہمارے نام نہاد مذہبی رہنما ایسے مٹی کے مادھو بنے ہوئے تھے کہ بار بار دھوکہ کھاتے اور ان مفاد پرستوں سے زخم کھا کر زخموں کو چاٹتے ہوئے پھر انہیں کے پہلو میں جا بیٹھتے۔ ان اذیت ناک حالات میں میرا جماعت کے ساتھ چلنا مشکل ہو گیا اور میں نے اپنی تمام جماعتی سرگرمیاں معطل کر دیں۔ حسرت و یاس کے اس عالم میں الحاج رحیم بخش مرحوم رئیس گوڑی میرے لیے امید کی کرن ثابت ہوئے۔ حاجی رحیم بخش صاحب وہ واحد شخصیت تھے جنہوں نے حاصل پور میں مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی اور فرزندانِ امیر شریعتؒ کے حاصل پور میں ورودِ مسعود کا ذریعہ بنے۔ غالباً یہ فروری ۱۹۷۴ء کی بات ہے حاجی رحیم بخش صاحب نے مجھے اطلاع دی کہ جانشین امیر شریعتؒ حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ تشریف لائے ہیں اور بعد نماز ظہر ہمارے مکان پر درس قرآن پاک ارشاد فرمائیں گے۔ انہوں نے مجھے درس قرآن میں شرکت کی تاکید بھی کی مجھے یوں لگا جیسے میں عرصہ دراز سے اسی اطلاع کا منتظر تھا۔ وقت مقررہ پر حاضر ہوا۔ جانشین امیر شریعتؒ علم کے موتی بانٹ رہے تھے۔ عام مروجہ اندازہ سے بالکل الگ ایک انوکھے طرز سے آیات قرآنی کی تشریح فرما رہے تھے۔ یہ انداز میرے لئے بالکل نیا اور دل کو موہ لینے والا تھا۔ علم و عرفان کا ایک بحر بیکراں موجزن تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی نورانی فرشتہ آسمان سے اتر آیا ہو۔ اپنے ان دیکھے محبوب حضرت امیر شریعتؒ کی ساحرانہ شخصیت کا تو میں پہلے ہی اسیر تھا اور اب جانشین امیر شریعتؒ نے بھی مجھے ہمیشہ کے لیے اپنا بنا لیا تھا۔

یکے بعد دیگر چاروں فرزندان امیر شریعت سے تعارف و شرف ملاقات نصیب ہوا۔ علم و حکمت، تقویٰ و پرہیزگاری، اخلاص وللہیت، ایثار و قربانی، شجاعت و دلیری اور اخلاق حسنہ میں اخوان اربع نے ممتاز مقام پایا ہے۔ مجھے اپنی منزل مل گئی پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے اپنے دست مبارک سے میرا فارم پر کیا اور میں باقاعدہ مجلس احرار اسلام میں شامل ہو گیا۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کو ترسنے والا فرزندان امیر شریعت کا خادم بن گیا۔ الحمدللہ۔ نہ جانے میں نے کتنی مرتبہ خالق کائنات کا شکر ادا کیا جس رحیم و کریم ذات نے مجھے مجلس احرار اسلام جیسی مخلص و ایثار پیشہ جماعت کا ایک ادنیٰ رضا کار بنا دیا۔

۱۸ مارچ ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک دار معاویہ کوٹ تغلق شاہ میں امام تاریخ و سیرت سیدی و مرشدی جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ شاہ جیؒ صحن میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ لاہور سے ملاقات کے لیے آئے ہوئے دو افراد شاہ کے سامنے دوسری چارپائی پر بیٹھے تھے۔ شاہ جی اپنے والد گرامی حضرت امیر شریعتؒ کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ امیر شریعتؒ کے ساتھ بہت سے بزرگوں کا ذکر آیا۔ جانشینِ امیر شریعت بار بار آبدیدہ ہو جاتے اور حسرت سے فرماتے سب لوگ رخصت ہو گئے اب تو ہر طرف اندھیرا ہے۔ سید ابوذر

بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ ۱۹۵۴ء میں سید العارفین مرشد عظیم الشاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ گھوڑا گلی (مری) میں مقیم تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا' جب مجھے تراویح میں حضرت رائے پوریؒ کو قرآن سنانے کا شرف نصیب ہوا۔ ختمِ قرآن کے بعد حضرت کے گرد احباب جمع تھے۔ میں حضرت کے سرہانے بیٹھا سر دبا رہا تھا۔ دیگر خدام بھی خدمت میں مشغول تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا حضرت قرآن پاک تو حافظ صاحب نے اچھا سنایا ہے۔ حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ہاں! بھئی حافظ صاحب قرآن تو آپ نے خوب سنایا اب تقریر بھی سنا دیں۔ میں نے عرض کی حضرت دل نہیں مانتا۔ فرمانے لگے اپنے والد صاحب کو دیکھو۔ میں نے عرض کیا حضرت جہاں تک میری معلومات ہیں۔ ہمارے خاندان میں سید الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بعد والد صاحب کے سوا کوئی ایسا مقرر پیدا نہیں ہوا۔ حضرت نے فرمایا حافظ صاحب آپ نے بالکل درست کہا۔ سید ابوذر بخاریؒ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ابا جی کے اکثر خواب درست ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو پہلے ہی دکھا دیا کرتے تھے۔ ۱۹۴۸ء کی بات ہے جب ہم خان گڑھ میں رہائش پذیر تھے۔ ابا جی گھر تشریف لائے۔ اماں جی بیٹھی تھیں فرمانے لگے۔ لو بڑھیا ایک کام اور ہو گیا اماں جی نے فرمایا ''بھلا ہووے کی ہو گیا'' فرمانے لگے رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک خوبصورت کمرہ ہے اس میں انتہائی خوب صورت قالین بچھا ہوا ہے جو میرے دیکھتے ہی دیکھتے دو ٹکڑے ہو گیا۔ میرا دل کہتا ہے کہ کشمیر کا فیصلہ ہو گیا۔ اب اللہ اپنی قدرت سے کشمیر دے دے تو اور بات ہے ورنہ اب کشمیر ہمیں ملنا بہت مشکل ہے۔

ایک اور موقع پر ابا جی نے سنایا کہ شروع شروع میں اکثر میں یہ خواب دیکھا کرتا تھا کہ میں ہوا میں اڑ رہا ہوں اور کبھی دیکھتا کہ اونچی جگہ پر کھڑا ہوں اور میرے سامنے لاکھوں انسان پھیلے ہوئے ہیں اور پھر یہی ہوا کہ پوری زندگی لاکھوں انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے گزری اور اللہ پاک نے وہ عظمت اور بلندی نصیب فرمائی جو کسی اور کو نہ مل سکی۔ وقت بہت گذر چکا تھا شاہ جی کے آرام کا وقت تھا۔ ہم نے اجازت چاہی۔ شاہ جیؒ حسرت و یاس کی تصویر بنے بیٹھے تھے۔ میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے اور فرطِ عقیدت سے جانشین امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کو چوم لیا۔ مجھے شاہ جیؒ کی دبی دبی سسکیاں سنائی دیں۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور ان آنسوؤں کے پیچھے میں اپنے ان دیکھے محبوب کی تصویر دیکھ رہا تھا۔

محمد سفیان اور محمد مروان کی ولادت

ڈیرہ اسماعیل خان (یکم جولائی) مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کے قدیم کارکن جناب محمد مشتاق (صدیقی کیمیکل) کو اللہ تعالیٰ نے یکم جولائی ۲۰۰۵ء کو دو نواسے عطاء فرمائے ہیں۔ انہوں نے تحریک تجدید اسماء صحابہؓ پر عمل کرتے ہوئے دونوں بچوں کے نام محمد سفیان اور محمد مروان رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطاء فرمائے اور والدین کے لیے دین و دنیا کی راحت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

- گوانتانا موبے جیل میں قیدیوں نے فوجیوں کے منہ پر تھوکا، پیشاب بھرے تھیلے اُن پر انڈیلے، کرسیاں تک ماری گئیں۔ (یورپی یونین)
  - تو اور تشدد کرنے والے فوجیوں کا منہ چومتے!
- کرپشن میں پولیس پہلے، واپڈا دوسرے اور انکم ٹیکس تیسرے نمبر پر ہے۔ (ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل رپورٹ)
  - انہیں گولڈ، سلور اور کانسی کے تمغوں سے نوازا جائے۔
- ایٹمی سائنسدان بنوں گا۔ (طالب علم جہاں زیب)
  - ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا حوصلہ چاہیے۔
- شادی کے بغیر جوڑوں کا اکٹھے رہنا بے شرمی اور ذلت ہے۔ (صدر انڈونیشیا)
  - مگر یورپ میں تو یہی روشن خیالی، ترقی پسندی اور عزت ہے۔
- دینی مدارس میں جدید تعلیم ضروری ہے۔ (صدر پرویز)
  - کیا سکولوں، کالجوں اور نیورسٹیوں میں دینی تعلیم ضروری نہیں؟
- اسلام اور اس کے مقدس مقامات کا احترام کرتے ہیں۔ (امریکہ)
  - مگر مسلمانوں کو کچل دیں گے!
- لندن: ۷ دھماکے ۵۰ ہلاک۔ ہزاروں زخمی (ایک خبر)
  - کہ پریشاں کرنے والوں کو پریشاں ہم نے دیکھا ہے
- افغانستان میں روس ناکام ہوا۔ امریکی فوجی حالات کیسے کنٹرول کرلیں گے۔ (شوکت سلطان)
  - بلاتبصرہ!
- نواز شریف معاہدہ کر کے باہر گئے۔ غلط ثابت کرنے والے کو چار کروڑ روپے دوں گا۔ (اعجاز الحق)
  - سکرین ثابت کرنے والے کو نقد انعام!
- سزا کے بعد شیطان کو بھی جنت ملے گی (جسٹس (ر) جاوید اقبال)
  - جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی!

ڈاکٹر عتبان محمد چوہان (بہاول پور)

غزل

جھنجھٹ سے آشیاں کے آزاد ہو گیا ہے
طائرِ قفس میں جا کر آباد ہو گیا ہے

تم قتل کو تو آؤ ہم سر بکف ملیں گے
طرزِ ستم تمہارا اب یاد ہو گیا ہے

تعمیر ِ نو کی جس میں باقی سکت نہیں تھی
آج اس غریب کا گھر برباد ہو گیا ہے

کون اب پہاڑ کاٹے شیریں کی آرزو میں
تیشے سے بے تعلق فرہاد ہو گیا ہے

کچھ ہم میں حوصلہ بھی پرواز کا نہیں ہے
کچھ ہم پہ مہرباں بھی صیاد ہو گیا ہے

جو بھی ملا اسی نے کچھ مشورے دیئے ہیں
ہر شخص عاشقی میں استاد ہو گیا ہے

چاروں طرف ہیں پھرتے گل پیرہن ہیولے
سڑکوں پہ شہرِ گل ہی آباد ہو گیا ہے

عتبانؔ اس کے دل بھی ہو اثر تو جانیں
مانا سخن ہمارا فریاد ہو گیا ہے

میجر (ر) محمد سعید اختر (ملتان)

''قطعات''

میرے گھر کو آگ لگا کر کتنے چین سے سوتا ہے
اپنے گھر تک پہنچی ہے تو ٹونی بل بل روتا ہے
فطرت کے قانون کوشاید اندھا گورا بھول گیا
کرے گا جو وہ پائے گا 'وہ کاٹے گا جو بوتا ہے

شیخ جی تھوڑے سے بیہودہ ہوئے جاتے ہیں
مکسڈ میراتھان سے آلودہ ہوئے جاتے ہیں
ہاں ! مگر اس کے ضمن میں کیا کہیے
وہ جو فولاد تھے فالودہ ہوئے جاتے ہیں

خون کیا ہے اپنے ہی بھائیوں کا ' کوئی داد تو ہو
ہرطرف موردِ الزام ہیں ' امداد تو ہو
کام جو کرنہ سکے آپ 'کیا ہے ہم نے
ہم وفادار ہیں سرکار کے ' ارشاد تو ہو

سراپا دین میرا روشن خیالی
نبی* کی ہر روش اعلیٰ و عالی
تیری ''روشن خیالی'' بش کی تقلید
ہے یکسر گمرہی اور تیرہ حالی

طریقوں کو نبی کے چھوڑ دوں میں؟
''خدائے مغربی'' کو '' سَر '' کہوں میں ؟
یہ ناممکن ہے جب تک جاں میں جاں ہے
شہِ لولاک کا پروردہ ہوں میں

*صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ راحیل احمد (جرمنی) دوسری و آخری قسط

مرزا صاحب اور حدیث

لیکن مزید اس حدیث پر دوسری جگہ لکھتے ہیں ''ناگہاں مسیح ابن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ بیت المقدس میں اترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے......'' (دیکھئے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ناقل) ''یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحد ثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا۔'' ازالہ اوہام، رخ ص ۲۱۰/ ج ۳۔دیکھیں مرزا غلام احمد قادیانی (اپنے بقول) بطور حکم، مجدد، محدث اور مسیح وغیرہ وغیرہ اس حدیث کو غلط ثابت کر چکے ہیں۔لیکن اب دیکھئے ایک وقت میں جس حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیتے ہیں، مال کمانے کے لیے اس کا حوالہ دے کر لوگوں سے کیسے پیسے اکٹھے کیے جا رہے ہیں؟ شرم مگر تم کو نہیں آتی! شوکت اسلام کے نام چندہ کی اپیل (ذاتی جائداد اور رسوخ کو وسیع کرنے کے لیے) کے نام پر کشکول پھیلاتے ہوئے اشتہار شائع کرتے ہیں اور اس میں لکھتے ہیں (اشتہار کے چیدہ چیدہ حصے اس طرح پیش کیے ہیں کہ مفہوم میں کوئی فرق نہ پڑے، اگر کسی کو اعتراض ہو تو مکمل اشتہار پڑھ کر دیکھ لے)

''قادیان کی مسجد جو میرے والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اونچی زمین پر بنائی تھی۔اب شوکت اسلام کے لیے بہت وسیع کی گئی۔اب اس مسجد کی تکمیل کے لیے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ حدیث رسول اللہ کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے اور وہ منارہ تین کاموں کے لیے مخصوص ہو۔[۱] اوّل یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنجوقتہ بانگ نماز دیا کرے۔[۲] دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائیگا۔[۳] تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانچ سو کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا۔اب تیسری وجہ کی مزید تشریح میں اور باتوں کے علاوہ یہ دلچسپ تشریح بھی لکھتے ہیں ''تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ دیوار میں نصب کیا جائے گا۔'' اس میں یہ حقیقت مخفی ہے......سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا ہے......غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لیے لگایا جائے گا، مسیح کے وقت کی یاددہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ حدیث نبویہ میں متواتر آ چکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا۔یعنی اس کے زمانہ میں سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ جائے گی......اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں......ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ بھی مسجد اقصیٰ ہے (اس زمانہ میں یورپ اور امریکہ ہی نہیں ہندوستان میں ہی کئی مینار مرزا جی کے مجوزہ مینار سے اونچے تھے۔مرزا جی

ایسی ہی دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے۔ناقل)۔ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔(حاشیہ میں اس کی تشریح کرتے ہوئے ہمارا گاؤں قادیان اور یہ مسجد دمشق کے شرقی جانب ہے اور چونکہ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ دمشق سے ملحق ہوگا بلکہ دمشق سے شرقی طرف واقع ہوگا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے، جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ناقل)۔۔۔۔۔مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے۔۔۔۔۔کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اسکا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے۔۔۔۔۔اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت حدیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔اور اس منارہ کا خرچ دس ہزار سے کم نہیں۔اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت انجام دیں گے(اس میں کیا شق ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر تمہارے شاہی اللے تللے پورے کرنا واقعی بھاری خدمت ہے۔ناقل)''۔اشتہار نمبر ۲۲۱ (مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء)، مجموع اشتہارات، ج ۳، ص ۲۸۲ تا ۲۹۷۔اسکے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دوسرے اشتہار نمبر ۲۲۳، مندرجہ صفحہ نمبر ۳۱۴ تا ۳۲۴، مجموعہ اشتہارات، ج ۳، میں بڑے جذباتی انداز اور مریدوں کے اخلاق اور جذبہ قربانی کو بلیک میل کرتے ہوئے، ان کے مال کے طلبگار ہوتے ہیں اور تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ،''سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولا خیر الاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اسکا نزول ایک سفید منارہ کے قریب ہوگا جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے''۔ایضاً، ص ۳۱۵۔اب آپ اوپر دیئے ہوئے حوالہ جات کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔[۱] پہلے دو حوالہ جات (آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام) میں مرزا صاحب نے ان روایات کو بطور ملہم، مجدد، مسیح موعود، جس کو خدا ایک لحہ بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا، اور کوئی لفظ خدا کی منشاء کے بغیر نہیں بولا جاتا، ان احادیث کو جن میں مسیح علیہ السلام کا سفید مینارہ پر نازل ہونیکا ذکر ہے بے سند اور ضعیف قرار دیا ہے۔[۲] پھر ان تمام احادیث یا ان کے وہ حصے جو مرزا صاحب نے حوالہ کے طور پر دیئے ہیں ان میں بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ سفید مینارہ پر نازل ہوگا، یہ نہیں کہ وہ آکر سفید مینارہ لوگوں کی جیب کاٹ کر بنائے گا۔[۳] جب مرزا صاحب کو پیسے اکٹھے کرنیکا خیال آیا تو انہی احادیث کو جنکو الہامی حیثیت میں غلط یا بے سند اور ضعیف قرار دے چکے تھے یک جنبش قلم نہ صرف صحیح قرار دے دیا بلکہ پاک پیشگوئی قرار دے کر اس کا مصداق اپنی مسجد کو بنالیا اور پھر ایک بار نہیں کئی بار، واہ مرزا جی واہ کیا کہنے، ویسے میرے خیال میں ایسی ہی صورت حال میں کسی شاعر نے آپ جیسے مہربان کے لیے خوب کہا ہے''چت لیٹیں تو اوڑھنی، پٹ لیٹیں تو بچھونا۔''اور مرزا صاحب نے اس کے علاوہ بھی جو تاویلیں کی ہیں، ان کے کیا کہنے، پڑھنے والے صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ اے نبی تاویلات، تو دجل میں، کم از کم اپنے وقت میں سب سے اونچے مینارہ درج پر کھڑا تھا۔اور پھر خدا نے جیسے شداد کو اسکی اپنی بنائی ہوئی جنت میں داخل نہیں ہونے دیا اسی طرح مرزا صاحب بھی اس مینارہ پر چڑھنے اور اسکو مکمل دیکھنے کی حسرت ہی دل میں

لئے چلے گئے اور خدا تعالےٰ کی مرضی ، کہ یہ مینارہ مرزا صاحب کی زندگی میں پورا نہ ہوا اس طرح خدا نے بتا دیا کہ وہ جھوٹے مدعیان نبوت کے وہ منصوبے جو وہ پاک نبیوں اور اللہ کی گواہی کے طور پر بناتے ہیں کبھی پورے نہیں ہوتے اور مرزا صاحب اپنی پیشگوئیوں کی طرح اس مینار کو بھی مکمل دیکھنے کی حسرت لیے رخصت ہوئے۔ لیکن بات صرف یہیں تک نہیں بلکہ جب اور جہاں دل چاہا، حدیث وضع کر لی۔

☆ مرزا صاحب کرشن کو نبی ثابت کرنے کے لیے ایک اپنے وضع کردہ خیال کو آنحضرت ﷺ کے نام سے منسوب کر کے یہ حدیث کے طور پر پیش کیا،'' **کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمہ کاھنا** ۔ترجمہ: ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اس کا نام کاھنا تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔'' ضمیمہ چشمہ معرفت، رخ ص ۳۸۲/ ج ۲۳۔ کوئی احمدی بھائی بتا سکتا ہے کہ حدیث کی کونسی کتاب میں یہ حدیث ہے؟

☆ ایک اور جگہ مرزا صاحب نے لکھا،'' اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں، مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی** ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے''۔ **شھادۃ القرآن** ، رخ ص ۳۳۷/ ج ۶۔ یہ دیکھیں کہ مرزا صاحب بخاری شریف میں دعویٰ کر رہے ہیں لیکن کوئی شخص بخاری شریف میں یہ حدیث نہیں دکھا سکتا، لیکن اصل سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی ذات کے لیے یہ دعویٰ خلیفۃ اللہ المھدی جب مخصوص کر ہی لیا ہے تو ان کے پیروکار بتائیں کہ کیا مرزا صاحب کے لیے آسمان سے آواز آئی، مرزا صاحب کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر نے ایک بار ٹی وی پر کہا تھا کہ یہ حدیث کی پیشگوئی مرزا کا نام ٹی وی پر آنے سے پوری ہوگئی، لیکن وہ یہ کہتے ہوئے بھول گئے کہ اس سے کئی بار زیادہ تو ٹی وی پر یہ الفاظ آچکے ہیں کہ مرزا صاحب کذاب، جھوٹا نبی اور دجال ہے، اگر ٹی وی پر اپنے مریدوں کے ذریعہ نام آنا یا نشر ہونا سچائی کی سند ہے تو پھر زیادہ معتبر سند مخالفین قادیانیت کی ہے۔

☆ مجددیت کے ثبوت میں جماعت احمدیہ اکثر ایک حدیث پیش کرتی ہے،'' **ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجددلھا دینھا. مشکوۃ کتاب العلم**. ترجمہ: یعنی ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا''۔ اب آپ دیکھیں کہ یہ حدیث پہلی بات یہ کہ **ابو داؤد، کتاب الملاھم** جلد دوم، ص ۳۲۔ کے مطابق یہ روایت موقوف ہے لہٰذا حجت نہیں'' اور'' کتاب تہذیب التھذیب میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابنِ وہب جو مدلس ہے لہٰذا قابل اعتبار نہیں''۔ ان روایتوں کو مرزا صاحب اس نظر انداز کرتے ہیں جیسے کہ ان کا وجود ہی نہیں، حالانکہ دیانتداری کا تقاضہ تھا کہ جب ایک روایت پیش کی ہے تو اس کے بارے میں دوسری کتب احادیث میں جو درج ہے وہ بھی پیش کرنا چاہئے تھا اور قاری کو فیصلہ کرنے دینا تھا کہ وہ اس دلیل کو مرزا صاحب کے موقف کے مطابق تسلیم کرے یا نہ کرے،

کیونکہ مرزا صاحب بقول ان کے کوئی عام مصنف نہیں بلکہ سلطان القلم اور مجددیت اور ماموریت کا دعویٰ کر رہے تھے۔ جس شخص کا اتنا بڑا دعویٰ ہو اس کی تحریر بھی انتہائی شفاف ہونی چاہئے۔ دوسری جو اہم بات ہے، وہ یہ کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ (نعوذ باللہ) بقول مرزا صاحب کے غبی ہیں اور جو غبی ہو اسکی بات سند نہیں ہوتی، کیونکہ اسکی بات میں غلطی کا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت، نبوت وغیرہ وغیرہ کا تھا اور جس کو مرزا صاحب غبی اور عقل وفہم سے عاری قرار دیتے ہیں۔ اس کی بیان کی ہوئی بات کو اپنی مجددیت کا ثبوت بنانا مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے، واہ مرزا جی، شرم مگر تم کو نہیں آئی۔ لیکن مرزا صاحب کا کام تھا کہ میٹھا ہپ ہپ، کڑوا تھو تھو، یعنی جو چیز مرزا صاحب کی ضرورت کے مطابق ہو وہ صحیح ہے اور جو مرزا کی ضرورت سے مطابقت نہیں رکھتی چاہے وہ کتنی ہی باعتبار کیوں نہ ہو مرزا صاحب کے نزدیک ردی کی ٹوکری میں پھینکے جانے کے لائق ہے۔

☆احمدیو! سوچو کہ کیا یہ شخص جو ہر لحہ جھوٹ، دجل، تاویل، تحریف کی چھریاں اپنے (بظاہر) مقدس لبادے میں چھپائے پھرتا ہے اور جس کا خدا ہر لحہ اسکے پہلے الہاموں پر تنسیخ کا خط پھیر کر اس کو سو فیصد مخالف الہامات کرتا ہے، کیا تم اس خدا کو ڈھونڈ رہے ہو یا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کو اور رسول کریم کے عمل صالح کو؟ اگر تو مذہب دکاندار کی پیروی کرنی ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر ایمان، اسلام، شرافت کی پیروی کرنی ہے تو پھر آپ کو مرزا کو چھوڑنا ہوگا اور محمد ﷺ کا دامن پکڑنا ہوگا۔ ہر چیز اس دنیا میں ممکن ہے مگر مرزا کا دین اور حقیقی اسلام ایک ہوں یہ ممکن نہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ست بچن میں لکھا ہے ”کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا ہی منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے، صفحہ ۳۰ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں ”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیوں کہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق“۔ خاکسار نے اس مضمون میں بھی اور اپنے دوسرے مضامین میں بھی آپکے سامنے مرزا صاحب کی الہام کے نام پر متضاد باتیں رکھی ہیں، اب آپ بقول مرزا صاحب کے ان کو پاگل سمجھ لیں یا منافق۔ بہر حال یہ طے ہے کہ مرزا صاحب نبی، مجدد یا ولی تو دور کی بات ہے ایک کھرے انسان بھی نہیں تھے۔ وہ ایسے انسان تھے جس کو کبھی بھی ایک بات کہہ کر پھر اسی بات کے مخالف بات کو کہتے، اعلان کرتے ہوئے جھجک محسوس نہیں ہوئی، بلکہ ڈنکے کی چوٹ پہلی بات کے مخالف بات کر کے دونوں کو الہام قرار دیکر خدا کو متناقض بات کہنے والا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور پیسے کی خاطر ہر چیز داؤ پر لگا دی۔ بقول شاعر مظفر احمد مظفر:

اگر تم چاہتے اسلام کا ہی بول بالا ہو
متاع دین و ایمان کو کبھی نیلام نہ کرتے

اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی ہی تحریروں اور فیصلہ کے مطابق، ایک پاگل یا مجہول اور نبوت کے ناجائز دعویدار کے پیچھے لگتے ہو یا ہادی برحق ﷺ کے جھنڈے تل آتے ہو۔ اللہ ہم سب کو راہ ہدایت پر رکھے آمین۔

شیخ راحیل احمد (جرمنی)

سید منیر احمد شاہ کے اعزاز میں اہالیان کولون کا جلسہ

جرمنی کے شہر کولون میں مسلمانوں نے ۔۱۹ جون ۲۰۰۵ء بروز اتوار، جرمنی کے شہر اوسنا بروک میں رہنے والے نو مسلم (سابق قادیانی) سید منیر احمد شاہ صاحب کے اعزاز میں جلسہ رکھا۔ نومسلم سید منیر احمد شاہ صاحب ۳۰۰ کلومیٹر دور سے آٹھ نو ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے۔ اہالیان کولون کی طرف سے اس جلسہ کا انتظام کرنے والوں میں سابق قادیانی افتخار احمد، اور کئی دوسرے مخلصین شامل تھے۔ اس جلسہ کو خطاب کرنیوالوں میں، جناب نثار میر صاحب، شیخ راحیل احمد، شہزاد صبا صاحب، نومسلم سید منیر احمد شاہ صاحب اور خطیب منہاج القرآن، فرانکفرٹ مکرم مولانا محمد احمد اعوان شامل تھے۔

جلسہ کا آغاز جناب نثار میر صاحب انجینئر کولون کی زیر صدارت، تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد برادرم افتخار احمد نے حمد باری تعالیٰ خوش الحانی کے ساتھ سنائی۔ مکرم نثار میر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں ختم نبوت کی اہمیت اور اسلام میں داخل ہونے کی برکات کا ذکر کیا۔ شیخ راحیل احمد نے نومسلم سید منیر شاہ صاحب کو اسلام قبول کرنے پر خوش آمدید کہا اور حاضرین کو توجہ دلائی کہ جب ایک قادیانی اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اسکی کیا توقعات ہوتی ہیں اور اس کو اسلام کو سمجھنے کے لیے مسلمان بھائیوں کے مخلصانہ تعاون کی کتنی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور نئے آنے والے اور خوش آمدید کہنے والوں کے درمیان ایک قریبی اور اچھا تعلق دوسروں کو بھی کفر چھوڑ کر اسلام میں آنے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ اوسنا بروک کے مکرم شہزاد صبا صاحب نے جرمن زبان میں اسلام قبول کرنے اور اسلامی عبادات کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ اسکے بعد سید منیر شاہ صاحب مہمان خصوصی کا خطاب تھا۔ سید منیر احمد شاہ صاحب نے، جو کہ پیدائشی قادیانی تھے اور قادیانی جماعت میں مقامی عہدوں پر بھی کام کرتے رہے تھے، کچھ عرصہ قبل اپنے بیوی بچوں سمیت قادیانیت سے تائب ہو کر مقامی عربوں کے زیر اہتمام مسجد میں جا کر، حضرت رسول کریم ﷺ کا کلمہ پڑھکر اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کا رابطہ مقامی مسلمانوں کے ساتھ نہیں تھا۔ جلسہ میں منیر شاہ صاحب نے اپنے اسلام قبول کرنے کی وجوہات بتائیں، انہوں نے بتایا کہ ۹/۱۰ محرم کی درمیانی رات خواب میں ان کو رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ سابق قادیانی خلیفہ مرزا طاہر اور اسکے ساتھی رو رہے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ان سے نفرت کا اظہار کیا۔ صبح اٹھنے پر انہوں نے اپنے آپ سے کہا کہ اس سے زیادہ اور کیا انتظار کرو گے، انہوں نے بیوی بچوں کے ساتھ مشورہ کر کے جھوٹے قادیانی مذہب کو چھوڑ دیا۔ اور بتایا کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بچپن سے ہی غیر مطمئن تھے اور اکثر صراط مستقیم کے لیے دعا کیا کرتے تھے ۔ نیز مسلمانوں کو قادیانی کیا سمجھتے ہیں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بتایا کہ قادیانی مسلمانوں، ان کی تعلیم اور ختم نبوت کے عقیدہ کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں تا کہ ان مسلمان بھائیوں کو جو قادیانی خیالات کو نہیں جانتے، اندازہ ہو کہ قادیانی

مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں اور قادیانی دجل کا مقابلہ کرنے کے لیے اپیل کی اور اپنی تقریر کلمہ کے ورد پر ختم کی۔ دمکرم افتخار احمد صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم پڑھی۔ نظم سے پہلے افتخار صاحب نے بھی اپنے ایک خواب میں مقدس مقامات کی زیارت کا ذکر کیا اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کے خواب لوگوں کو سنائے اور بتایا کہ مسلمان تو مقدس مقامات اور حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھ رہے ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی خوابوں میں بلیوں کو پھانسی دے رہا ہے اور سنڈھوں کے کٹے ہوئے سر دیکھتا تھا۔ سب سے آخر میں مہمان خصوصی مولانا محمد احمد اعوان ایم اے نے انتہائی پرمغز تقریر کی اور مختلف پہلوؤں سے' مرتبہ رسول کریم ﷺ پر روشنی ڈالی۔

اختتام جلسہ پر ہر ایک شخص نے برادرم منیر احمد شاہ صاحب سے معانقہ کیا۔ جلسہ میں صرف کولون کے قرب وجوار سے ہی نہیں بلکہ بہت دور دور سے مثلاً فرینکفرٹ، اوسنابروک، سٹٹ گارڈ اور دوسری جگہوں سے بھی احباب تشریف لائے اور پاکستانی مسلمانوں کے علاوہ ترکی، عربی اور انڈیا کے مسلمان بھی شامل تھے اور اس بابرکت جلسہ کی رونق بڑھائی، جلسہ کی جگہ کھچا کھچ بھری ہوئی تھی بلکہ کم پڑ گئی تھی الحمدللہ۔ آخر میں نثار میر صاحب نے سب کا شکریہ ادا کیا، سب حاضرین کی تواضع کھانے اور مشروبات سے کی گئی اور اہالیان کولون کی طرف سے سید منیر احمد صاحب کو پھولوں کے گلدستے بھی پیش کئے گئے۔ اس طرح یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔ خدا کرے کہ اس جلسہ کی برکات بہت سی سعید روحوں تک پہنچیں۔ (آمین)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

آلِ نبی اولادِ علی
حضرت پیر جی ابن امیر شریعت دامت برکاتہم
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

7 اگست 2005ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

الداعی الی الخیر
میاں محمد اویس ناظم مدرسہ معمورہ 69/C حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

مکتوب شیخ راحیل احمد بنام عبداللطیف خالد چیمہ

جرمنی میں سید منیر احمد شاہ کا قبولِ اسلام

(ضروری وضاحت)

محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب

سیکرٹری نشر واشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گزشتہ دنوں بعض پاکستانی اخبارات میں سید منیر احمد شاہ صاحب کے قبول اسلام کے سلسلے میں چھپنے والی خبروں میں منیر احمد صاحب اور میرے حوالے سے نا معلوم وجوہات کی بنا پر بعض غلط باتیں منسوب ہوگئی ہیں، اور انکی اصلاح ضروری ہے، اور خاص طور پر میں نے اسلام کو سچائی کی وجہ سے قبول کیا ہے اور جھوٹ سے نکل کر آیا ہوں۔ اس لیے میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا کہ میں مسلمان ہوکر جھوٹی شہرت اور نام کے لئے جھوٹ کا سہارا لوں، یا جھوٹ کو تسلیم کرلوں۔

میں شیخ راحیل احمد بڑی وضاحت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ سید منیر احمد شاہ صاحب کے قبول اسلام میں خاکسار کا کسی قسم کا کوئی دخل نہیں۔ ہاں خاکسار نے ان کے اسلام قبول کرنے کی خبر چونکہ منظر عام پر نہیں آئی تھی۔ اس لیے ان کی اپنی خواہش پر تا کہ ہر قادیانی اور دوسروں تک خبر پہنچ جائے کہ ان کا اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ لندن میں مقیم نمائندہ ایک پاکستانی اخبار کو جناب منیر شاہ صاحب کے اسلام کی خبر پہنچائی اور منیر شاہ صاحب کے اپنے بیان کے مطابق اس میں کسی تنظیم یا شخص کا بھی دخل نہیں بلکہ ان کو بچپن سے اس مذہب سے کراہت تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ نے خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت کے ذریعے ان کی رہنمائی کی جس پر کچھ عرصہ قبل وہ اپنی اہلیہ اور چار بچوں کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے۔ منیر شاہ صاحب کبھی مرکزی سطح کے عہدیدار نہیں رہے۔ ہاں! صرف مقامی تنظیم میں عہدے دار رہے اور ربوہ میں ان کی یا کسی اور کی بھی سگریٹ کی کوئی فیکٹری نہیں تھی بلکہ وہ مرزا فرید کی سگریٹ کی ایجنسی چلاتے تھے۔ ان پر مختلف طریقوں سے دباؤ ضرور تھا لیکن ان کو کھلے عام قتل کی دھمکیاں قادیانیوں نے نہیں دیں۔

یہ وضاحت اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس قسم کے جھوٹ ایک شخص کے قبول اسلام کو مذاق اور داغدار بنا دیتے ہیں اور جھوٹ کی وادی سے آئندہ باہر آنے والوں کے لئے بھی رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اپنے کفر کو اسلام کہہ کر پیش کرنے والے قادیانیوں کے ہاتھ میں ایسا ہتھیار پکڑاتے ہیں جس سے وہ سچائی پر حملے کرتے ہیں۔ اس لیے خاکسار اس اپیل کے ساتھ کہ میرے محترم اخباری نمائندگان کوشش کریں کہ سنسنی خیزی پیدا کرنے کے لیے دینی خبریں نہ توڑی ومروڑی جائیں۔

احقر شیخ راحیل احمد (جرمنی)

۲۲ جون ۲۰۰۵ء

تحریکِ تجدیدِ اسماءالصحابہ والصحابیات

ادارہ

بچوں اور بچیوں کے نام

اسماءالصحابہؓ.....(غ)

غَانِم	مال غنیمت جمع کرنے والا	غالب	طاقت ور
غُنَیم	مختصر مال غنیمت	غسّان	جوان رعنا، بھرپور جوان
غَنّام	بہت مال غنیمت جمع کرنے والا	غَیلاَن	وسیع القلب، دل کی گہرائی (نبی ﷺ کے غلام)

(ف)

فُضَیل	فضیلت والا، خوش بخت	فَرُقَدْ	ستاروں کا جُھنڈ یا مجموعہ
فِرَاس	عقل مند، ذہین		

(ق)

قاسم	تقسیم کرنے والا، بانٹنے والا (نبی کریم ﷺ کے فرزند کا نام)	قانع	صابر، مطمئن، نیک
قَتَادَہ	ایک درخت	قُدَامہ	پیشوا، رہنما
قَحُطَان	انتھک	قَیُس	باہمت، صابر، سچا، ارادے کا پکّا
قتیبہ	تندخو		

(ک)

کَسُیَان	عقل مند، ذہین، بہادر	کُرُز	ذہین، شریف
کعب	اونچائی، بلندی		

(ل)

لَیُث	شیر	لَبِیُد	زیادہ

اسماء الصحابیات......(ق)

قُرَیْبَه	اللہ کے لیے قربانی کرنے والی	قُرَّہ	آنکھوں والی
قُدَامَه	خیر میں سبقت کرنے والی	قرِیْنه	گیسوؤں والی، زمانہ شناس
قَبِیْصَه	ڈھیر، کنکریاں		

(ک)

کَبْشَه	سردارنی	کُعَیْبَه	اونچی، باعزت
کُبَیْشَه	سرداری، کبشہ کی تصغیر	کُحَیْلَه	سُرمئی آنکھوں والی
کَرِیْمَه	فیاض عورت، سخاوت والی		

(ل)

لُبَابَه	عقل مند، دانا	لَبِیْبَه	عقل مند، دانا عورت
لُبْنٰی	دودھ جیسی	لَیْلٰی	رات
لَمِیْس	نرم و نازک		

(م)

مَارِیَه	بلندیوں والی، حسین (ام المومنین)	میمونه	متبرک، برکتوں والی، سعادت والی نیک بخت، باعث رحمت (ام المومنین)
مریم	باعصمت، پاک دامن	معاذه	حفاظت میں لی ہوئی، پناہ مانگنے والی
مَنِیْحَه	تحفہ	مُطِیْعَه	اطاعت گزار
مَیْسُون	حسین و جمیل، ناز و انداز والی	مرجانه	قیمتی پتھر

ادارہ

اخبارالاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

قادیانیوں کو ملک پر مسلط کیا جارہا ہے (سید محمد کفیل بخاری)

اوکاڑہ (۸؍جولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ اسلام اور دہشت گردی آپس میں متضاد اور متصادم ہیں۔ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے اور بنی نوع انسان کی تمام مشکلات کا حل قرآنی وآسمانی تعلیمات کے عملی نفاذ میں مضمر ہے۔ وہ بخاری مسجد اوکاڑہ میں اجتماع جمعہ سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ اس کی زیر زبر میں بھی کسی کو ترمیم کا کوئی حق حاصل نہیں، انہوں نے کہا کہ امریکہ اس وقت فرعون ونمرود کا کردار ادا کررہا ہے اور وہ فرعون ونمرود کے انجام بد کو پہنچے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی حکمران امریکہ کے کفریہ ایجنڈے اور مسلم کش کردار کے ایجنٹ بن کر مسلمانوں کے عقیدے اور پاکستان کے مفادات کو ذبح کررہے ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ مظہر سعید کی رہائش گاہ پر احرار کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ موجودہ حکومت دین دشمنوں اور قادیانیوں کو پرموٹ کررہی ہے۔ سات سو سے زائد قادیانی اعلیٰ اور کلیدی عہدوں پر مسلط ہیں جو ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ احرار رہنماؤں نے الزام عائد کیا کہ حکومت قادیانیوں کو سیاسی کردار دے کر نئے حکومتی سیٹ اپ میں بھی مسلط کرنا چاہتی ہے۔ ایسے میں دینی جماعتوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ صورتحال کا ادراک کرکے نئی صف بندی کے تحت لائحہ عمل طے کریں۔ قبل ازیں سید محمد کفیل بخاری نے مدرسہ حنفیہ بصیر پور میں بھی ایک اجتماع سے خطاب کیا۔

دفتر مجلس احرار اسلام جھنگ کی افتتاحی تقریب، قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کا خطاب

جھنگ (۱۰ جولائی) امیر مرکزیہ حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب بخاری نے ۱۰؍جولائی بروز اتوار شام سات بجے مجلس احرار اسلام جھنگ کے دفتر کا افتتاح فرمایا اور پرچم کشائی کی۔ نیز کارکنوں اور علماء سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ اس وقت قادیانیت اور دیگر باطل فرقوں کے خلاف متحد ہوکر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خاص کر مسئلہ ختم نبوت اور دیگر عقائد کے سلسلے میں نوجوان نسل کی ذہن سازی اور تربیت کی اشد ضرورت ہے۔

جھنگ میں مرکزِ احرار کے قیام کا فیصلہ کیا گیا اور عبوری باڈی کا اعلان بھی کیا گیا جو یہ ہے: امیر مولانا عبدالغفار احرار، ناظم اعلیٰ شیخ نذیر حسین صاحب، ناظم مالیات محمد طارق ندیم اور ناظم دفتر مولانا محمد اسحاق ظفر کو مقرر کیا گیا۔

مغربی طرز جمہوریت کے ذریعے اسلام کے نفاذ کا خواب خود فریبی ہے (عبداللطیف خالد چیمہ)

چیچہ وطنی (یکم جولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ مغربی طرز جمہوریت کے ذریعے اسلام کے نفاذ کا خواب خود فریبی ہے۔ خالص نظریاتی اور فکری بنیادوں پر نئی نسل کی تربیت کے بغیر وہ نتائج مرتب نہیں ہو سکتے جو اسلامی انقلاب کے لیے مطلوب ہیں۔ وہ گزشتہ روز دفتر مجلس احرار اسلام میں احرار اور تحریک تحفظِ ختم نبوت ضلع ساہیوال کے کارکنوں اور معاونین کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے جس کی صدارت مجلس کے ضلعی صدر خان محمد افضل نے کی جبکہ مولانا منظور احمد، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، محمد معاویہ رضوان اور حکیم محمد قاسم نے بھی خطاب کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ یہ فتنوں کا دور ہے اور جدید وقدیم فتنوں کے تعاقب کے لیے ضروری ہے کہ اکیڈمی کی طرز پر ادارے قائم کیے جائیں اور عالمی صورتحال کے حوالے سے شعور بیدار کرنے کے لیے طلباء کے لیے دینی مدارس میں شعبہ جات قائم کیے جائیں۔ قبل ازیں اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ستمبر میں دس روزہ ''ختمِ نبوت کورس'' دارالعلوم ختمِ نبوت چیچہ وطنی میں منعقد ہوگا جس میں دینی مدارس اور جدید تعلیمی اداروں کے طلباء شریک ہوں گے اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ آئندہ سال چیچہ وطنی میں دار المبلغین قائم کیا جائے جس میں ختم نبوت اور تقابلِ ادیان سمیت متعدد دیگر موضوعات پر مبلغین تیار کیے جائیں گے۔

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے ایک انتخابی اجلاس میں آئندہ تین سال کے لیے خان محمد افضل کو امیر، بھائی محمد رشید چیمہ کو نائب امیر، محمد معاویہ رضوان کو ناظم اور حکیم محمد قاسم کو ناظم نشریات منتخب کر لیا گیا ہے جبکہ عبداللطیف خالد چیمہ مجلس اور اس کے ذیلی اداروں کے مدیرِ منتظم کے فرائض انجام دیں گے۔ حکیم محمد قاسم نے بتایا کہ دعوت وارشاد کے لیے حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختم نبوت کے لیے مولانا منظور احمد اور شعبۂ مالیات کے لیے چودھری محمد اشرف کو ذمہ دار (ناظم) مقرر کیا گیا ہے۔ جبکہ حافظ حبیب اللہ رشیدی ناظم دفتر اور مولانا محمد دین محاسب اور انسپکٹر مقرر ہوئے ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور تمام مسائل میں انسانیت کا نجات دہندہ ہے

جلال پور پیر والا (ماہانہ رپورٹ) مجلس احرار اسلام تحصیل جلال پور پیروالہ کے ناظم محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نے کارکنان احرار کے ماہانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اصحابِ رسول ﷺ گلشن نبوت کے مہکتے پھول اور مطلع رسالت کے تابندہ ستارے ہیں۔ سیرت سرورِ کائنات ﷺ کو سمجھنے کے لیے صحابہ کرام ؓ کا عمل سامنے رکھنا ہوگا کیونکہ صحابہ کرام ؓ شجر نبوت کے برگ و بار ہیں۔ وہ پوری انسانیت اور ملت اسلامیہ کے لیے معیار اور حجت ہیں۔ اصحابِ رسول ؓ نے اپنا تن من دھن اللہ کی رضا جوئی پر لگا دیا۔ اللہ کریم نے ہادیٔ عالم پر قرآن حکیم نازل فرمایا اور آپ نے صحابہ کرام ؓ کو قرآن کی تعلیمات سمجھائیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ صحابہ کرام ؓ پر اعتماد نہ رکھنے والے شخص کو دراصل دین پر اعتماد نہیں ہوتا

ان پر اعتماد کیے بغیر دین تک پہنچنا ممکن نہیں۔انہوں نے کہا کہ آج ہم تاریخ کے جس نازک موڑ پر کھڑے ہیں اور ہماری سرحدوں کے علاوہ اندرونی محاذوں پر اسلام دشمن عناصر کی ہولناک منصوبہ بندی سے جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم روایتی جذبات واشتعال انگیزی سے ہٹ کر سنجیدہ اور متین طرزِ عمل سے اپنی شیرازہ بندی کریں تا کہ ملک کی بقاو سلامتی اور آنے والی نسلوں کی باوقار آزادی کو یقینی بنایا جاسکے۔فرقہ وارانہ عصبیت کی بنیاد پر لیڈرشپ کے جنونی مریضوں کو خبردار کیا کہ تفریق وتنازعات بین المسلمین سے عیسائیت کے فروغ کی راہ ہموار ہورہی ہے۔یہ وقت فروعات میں الجھ کر اپنے آپ کو غیر مؤثر بنانے کی بجائے متحدہ قوت کی تشکیل وتربیت سے اپنی بقاوسلامتی کی حفاظت کا ہے۔اجلاس میں افتخار احمد،اشفاق احمد،محمد مروان،محمد سفیان،محمد طلٰہ اور دیگر کارکنان نے شرکت کی۔آخر میں مجلس احرار اسلام جلال پور کے امیر قاری عبدالرحیم فاروقی کے لیے صحت وعافیت کی۔

لیاقت پور(ماہانہ رپورٹ)مجلس احرار اسلام تحصیل لیاقت پور کے امیر قاری ظہور رحیم عثمانی نے کارکنان احرار سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ منکرین ختم نبوت کو پناہ دینے والے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔انہوں نے کہا کہ عقیدہ ہی مسلمان کے لیے راہ نجات ہے۔اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور تمام مسائل میں انسانیت کا نجات دہندہ ہے۔اسلامی نظام کے نفاذ میں مجبوریوں کا بہانہ بنانے والے اسلام کے نفاذ میں قطعاً مخلص نہیں انہوں نے ملک میں بڑھتی ہوئی قتل وغارت گری اور دہشت گردی کی شدید مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اس دہشت گردی اور قتل وغارت کو روکنے کے لیے مؤثر سدِباب کیا جائے۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی(۲۰رجولائی)تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نےچیچہ وطنی مجلس احرار اسلام کے ناظم نشریات حکیم محمد قاسم پر ۱۶ ایم پی او اور ۲۹۵۔اے کے تحت بنائے گئے مقدمے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے مقامی پولیس کی سراسر جعلی،فرضی اور بوگس کارروائی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ حکیم محمد قاسم کے دواخانہ سے کسی قسم کا کوئی فرقہ وارانہ لٹریچر ہرگز تقسیم نہیں ہوا۔انہوں نے کہا کہ پولیس کی طرف سے جو ایف آئی آر درج ہوئی ہے،نہ صرف وہ غلط ہے بلکہ جو کارروائی ڈالی گئی ہے،وہ بطور ڈرامہ بھی وقوع پذیر نہیں ہوئی۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ مقدمہ خارج کیا جائے اور اس کے ذمہ دار پولیس اہل کاروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔علاوہ ازیں حکیم محمد قاسم نے کہا ہے کہ میری دکان پر کسی قسم کا کوئی واقعہ رونما ہوا ہی نہیں۔پولیس نے بیٹھے بٹھائے ساری کارروائی خود ہی ڈالی ہے لیکن یادرکھنا چاہیے کہ ایک عدالت اور بھی ہوگی۔جہاں فرعونیت ونمرودیت تار تار ہوجائے گی اور صرف حق سچ ہی کام آئے گا۔دریں اثنا جامع مسجد چیچہ وطنی کے خطیب مولانا محمد ارشاد،مکی مسجد کے خطیب مولانا محمد نذیر،مرکزی جامع مسجد عیدگاہ ساہیوال کے خطیب مولانا عبدالستار،جمعیت اہل سنت والجماعت ضلع ساہیوال کے امیر قاری منظور احمد طاہر،قاری

سعید ابن شہید، مولانا عبدالباسط، مولانا منظور احمد، قاری محمد قاسم، خان محمد افضل، محمد اسلم بھٹی، مولانا شاہد محمود احمد اور قاری الطاف الرحمٰن سمیت ضلع ساہیوال کے ایک سو سے زائد علماء کرام اور مذہبی رہنماؤں نے ایک مشترکہ بیان میں مدرسہ تجوید القرآن چیچہ وطنی کے مدرس قاری محمد دین کی بلاجواز گرفتاری اور مجلس احرار اسلام کے حکیم محمد قاسم پر بنائے گئے مقدمے کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بعض پولیس افسران اور سرکاری حکام کے ایسے اقدامات سے ضلع ساہیوال میں اشتعال پیدا ہو رہا ہے اور کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ مختلف مکاتبِ فکر کے رہنماؤں نے ملک بھر میں اندھا دھند گرفتاریوں اور مدارسِ عربیہ پر چھاپوں کو فسطائیت کی بدترین مثال قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ مدارس پر چھاپے بند کیے جائیں اور تمام گرفتار شدگان کو بلاتاخیر رہا کیا جائے اور مقدمات واپس لیے جائیں۔

چیچہ وطنی (۲۰ رجولائی) ایڈیشنل سیشن جج چیچہ وطنی امیر محمد خان نے مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے ناظم نشر و اشاعت حکیم محمد قاسم کی ۱۶ ایم پی او اور ۲۹۵۔ اے کے مقدمے میں ۲۷ رجولائی تک عبوری ضمانت قبل از گرفتاری منظور کر لی ہے۔ جبکہ ۲۲ رجولائی کو مقامی انتظامیہ نے مقدمہ واپس لے لیا۔

علماء کو انتہا پسند کہنے والے خود انتہا پسند ہیں

ملتان (۲۲ رجولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، مولانا احتشام الحق معاویہ، مولانا منظور احمد اور مولانا عبدالنعیم نعمانی نے مختلف مقامات پر احتجاجی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولوی، مدارس عربیہ اور دینی جماعتوں کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کا طعنہ دینے والے خود انتہا پسندی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ دینی علوم سے جہالت کی حد تک عدم واقفیت رکھنے والے اپنے آپ کو مجتہد سمجھ رہے ہیں۔ علماء کو ''دقیانوس'' کہہ کر اصل میں انہیں کافر کہا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ و برطانیہ کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے سرگرم صدر پرویز ملک و قوم کے مفادات کا سودا کر چکے ہیں اور اسلام آباد میں دینی مدرسے کی معصوم طالبات پر سفاکانہ تشدد اور ظلم کی انتہا ضرور رنگ لائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مدارس دینیہ امن و آشتی اور اسلام کی آبیاری کے مراکز ہیں جبکہ ہاورڈ، آکسفورڈ اور کیمبرج سے پڑھنے والوں نے دنیا کا امن تباہ کر رکھا ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ قوم یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا شکار ہونے کی بجائے کفر کے نمائندہ حکمرانوں سے جان چھڑانے کے لیے اپنے آپ کو منظم کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہم فرقہ واریت کو لعنت سمجھتے ہیں۔ دینی مدارس فرقہ واریت نہیں، قرآن و حدیث کی تعلیم پھیلا رہے ہیں جبکہ حکمران فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں قرآن و حدیث کی تعلیم کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکمران، اللہ سے جنگ اور علماء، شیطان کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ آخری فتح اللہ کے دوستوں کی ہوگی۔

حکیم محمد قاسم
ناظم نشریات مجلس احرارِ اسلام (چیچہ وطنی)

’’سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک‘‘ چیچہ وطنی اور ریکارڈ کی درستی

۱۹۸۴ء میں بلدیہ چیچہ وطنی کے چیئر مین رائے علی نواز خاں مرحوم کے دورِ اقتدار میں جامع مسجد کے قریب پرانی سبز منڈی چوک کو ’’سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک‘‘ کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ اکیس برس بعد ’’ردِّ احرار‘‘ کے دائمی مرض میں مبتلا بعض پیشہ وروں نے ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے معتبر اور محترم نام کی آڑ لے کر اس چوک کے نام کو ۲۰؍ جون ۲۰۰۵ء میں تحصیل کونسل چیچہ وطنی کی قرارداد بنا کر جہاں تاریخی ریکارڈ کو مسخ کرنے کی کوشش کی وہاں عوام کو دھوکہ دینے اور سیاسی شعبدہ بازی کا ایک نیا ناٹک رچایا۔ جسے ’’بہ امرِ مجبوری‘‘ کارکنانِ احرار نے بروقت نوٹس لے کر اور عوام کو باخبر کر کے ناکام بنا دیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کی تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کے زیر اثر رائے علی نواز خاں مرحوم تحفظِ ختمِ نبوت اور ردِّ قادیانیت میں ایک مؤثر کردار ادا کرنے لگے اور ہمارے محترم رانا محمد فیض یاب خاں (سابق چیئر مین بلدیہ چیچہ وطنی) اور راؤ افتخار احمد خاں مرحوم (سابق رکن بلدیہ چیچہ وطنی) ایسے امور میں جہاں ہماری نمائندگی کرتے وہاں رائے علی نواز خاں مرحوم کی معاونت بھی کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۸۴ء میں شہر کی متعدد سڑکوں اور چوراہوں کو جہاں حضرات صحابہ کرامؓ اور دینی وقومی مشاہیر کے نام سے منسوب کیا گیا وہاں شہر کے مرکزی فوارہ چوک کو ’’شہدائے ختمِ نبوت چوک‘‘ اور پرانی سبزی منڈی چوک کو ’’سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک‘‘ میں تبدیل کر دیا گیا۔

(دیکھئے نوٹیفکیشن بلدیہ، چیچہ وطنی و روزنامہ ’’مشرق‘‘ لاہور بابت ۳۰؍ جولائی ۱۹۸۴ء)

بعد ازاں تختیاں اور بورڈ نصب ہو گئے۔

چند ماہ قبل سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک والی قدیم بلڈنگ ٹی ایم اے نے خالی کرا کے گرا دی۔ جس کے بعد ٹی ایم اے دفتر میں مختلف ساتھیوں نے رابطہ رکھا تا کہ چوک میں ٹی ایم اے کی جانب سے حسبِ ضابطہ نئی تختی نصب کی جائے۔ ٹی ایم اے کے بعض ذمہ داران نے سابقہ ریکارڈ سے بھی کنفرم کیا کہ اس چوک کا باقاعدہ نام بخاری چوک ہی ہے۔ چونکہ یہ مبارک کام مرحوم رائے علی نواز خاں کے ہاتھوں ہو چکا تھا۔ اس لیے ربع صدی بعد محض سیاسی مفادات اور جتھے بندی کے تحت اپنے سیاسی حریفوں کے عمدہ کارناموں کا تأثر ختم کر کے سرکاری سرپرستی میں اسے اپنے من پسند سیاسی دھڑے کو فائدہ پہنچانے کے لیے بظاہر اپنا راستہ صاف کرنے والوں نے اس کام کے لیے ’’بغض احرار‘‘ کے دائمی مرض میں مبتلا اور ’’کذباتِ مرزا‘‘ کی مسلسل تدریس کے بعد نفسیاتی طور پر کذب و افترا کے شکار عناصر کو استعمال کیا ہے اور افسوس! صد افسوس اس کارِ خیر کے لیے ہمارے بہت ہی قابلِ احترام نام ’’عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت‘‘ کے پلیٹ فارم کو

استعمال کیا گیا، چنانچہ مذکورہ مکمل سیاسی اور نیم مذہبی امراء کی جانب سے جو دعوت نامہ سرکاری خرچ واہتمام سے طبع کروا کر تقسیم کیا گیا' اس کا متن یہ ہے:

''مورخہ ۲۰ /جون ۲۰۰۵ء کو تحصیل کونسل کے اجلاس میں پرانی سبزی منڈی (المعروف کمبوہ چوک) کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی درخواست پر تحریک آزادی کے بانی وامیر اوّل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم رہنما، مجاہدِ ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے نام سے منسوب کر کے قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ اس کی باقاعدہ افتتاحی تقریب مورخہ ۳/جولائی ۲۰۰۵ء بروز اتوار بوقت ۷:۰۰ بجے شام منعقد ہوگی۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی چودھری محمد طفیل (تحصیل ناظم) جبکہ خصوصی خطاب مولانا ارشاد احمد (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی) خطاب کریں گے۔''

پڑھنے والوں کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ کس طرح دجل و تلبیس کا سہارا لیکر ایک مقدس نام کی آڑ میں جھوٹ کا پرچار کیا گیا ہے۔ کیونکہ کام کرنا بہت مشکل ہے اور ''الواح'' اکھاڑ کے ''تختیاں'' نصب کرنا بہت سہل ہے۔ ماضی بعید اور قریب میں تحریکِ ختمِ نبوت کے حوالے سے حالات و واقعات اور حقائق کو کس طرح اپنی مرضی کے مطابق ترتیب دیا جاتا رہا ہے۔ یہ بات سمجھنا اب کوئی مشکل نہیں اور ایک اچھے کام کے نام پر مسلسل ڈھٹائی سے جھوٹ بولا جارہا ہے۔ تاریخ اگر اسی طرح بنائی جاتی ہے تو یار لوگوں کو اپنی دھن میں مگن رہنا چاہیے۔ ہم اس بار بھی شاید حسبِ سابق دیگر واقعات کی طرح نظر انداز کر دیتے لیکن اپنے قیام اور وجود سے پہلے کے واقعات اور مجلس احرار اسلام کی تحریکِ ختمِ نبوت کے حوالے سے پون صدی پر محیط خدمات اور حضرت امیر شریعت کی احرار سے منسلک مجاہدانہ زندگی کو احرار سے الگ کر کے اپنی پیدائش سے بھی پہلے اپنے ساتھ جوڑنا بلکہ ٹھیکیدار بننا اب ناقابلِ برداشت ہوتا جارہا ہے۔ اور اس میں جھوٹ بولنے والوں نے بعض مواقع پر جس طرح بددیانتی کی تمام حدیں پار کی ہوئیں ہیں اور مسلسل وہ اس آرپار کے کھیل کو ضد کی بنیاد پر جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ اس تناظر میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ خود ساختہ رنگیلی تاریخ کا اب ساتھ ساتھ جائزہ لے کر بروقت ریکارڈ درست کر دیا جائے کیونکہ اب بات صرف تاریخ تک نہیں بلکہ ہمیں لگ رہا ہے جیسے ہمارا جغرافیہ ہی بدلا جارہا ہو۔ چیچہ وطنی میں اس مبارک کام کے نام پر ''بلیک میلنگ'' اور ''ایکسپلائیٹیشن'' کا دھندہ کرنے والوں نے جس طرح سرکاری چھتری تلے اپنے ''فن'' کا مظاہرہ کیا ہے ہم اس پر ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے اکابر سے مؤدبانہ گزارش کریں گے کہ وہ اس چور بازاری میں فریق بننے کی بجائے ٹھنڈے دل سے صورت حال کا جائزہ لے۔ کیونکہ نوبت گذشتہ تیس برسوں میں وہاں نہیں پہنچی تھی جہاں اب ہے۔

چند اخباری حقائق

(۱) روزنامہ ''مشرق'' کی خبر ۳۰/جولائی ۱۹۸۴ء

---

(۲) روزنامہ ''پاکستان'' ۶ رستمبر۲۰۰۴ء (اور اس سے پہلے خبر کی پشت پر درج وضاحت)

(۳) پریس ریلیز ۴ رجولائی ۲۰۰۵ء

روزنامہ ''مشرق'' ۳۰ رجولائی ۱۹۸۴ء

چیچہ وطنی میں سڑکوں اور چوراہوں کو قومی مشاہیر سے منسوب کر دیا گیا

چیچہ وطنی ۲۹ رجولائی (نامہ نگار) بلدیہ چیچہ وطنی نے اپنے اجلاس خاص میں گزشتہ روز شہر کی تمام سڑکوں اور چوکوں کے نام مشاہیر اسلام اور قائدین پاکستان کے ناموں سے منسوب کر دیئے ہیں۔ جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

پرانا نام اوکانوالہ روڈ نیا نام شاہراہ قائدِ اعظم۔ ڈاکخانہ روڈ کا نیا نام نشتر روڈ۔ گئوشالہ روڈ کا نیا نام شہیدِ ملت روڈ۔ جامع مسجد روڈ کا نیا نام عثمان غنی روڈ۔ مڈل سکول روڈ کا نیا نام فاطمہ جناح روڈ۔ صدر بازار کا نیا نام فاروق اعظم روڈ۔ کریسنٹ کالج روڈ کا نیا نام سرسید روڈ۔ رحمانی روڈ کا نیا نام شکر گنج روڈ۔ حاجی ولی محمد والی روڈ کا نیا نام عزیز بھٹی روڈ۔ منڈی مویشیاں روڈ کا نیا نام راشد منہاس روڈ۔ لنک روڈ کوٹھی کا نیا نام پریس کلب روڈ۔ لنک نہر روڈ کا نیا نام ٹھنڈی سڑک۔ غریب محلّہ روڈ کا نیا نام جمال الدین افغانی روڈ۔ ہسپتال روڈ کا نیا نام علامہ اقبال روڈ۔ شمس پورہ روڈ کا نیا نام شاہ شمس روڈ، فوارہ چوک کا نیا نام شہدائے ختمِ نبوت چوک۔ ترنگا چوک کا نیا نام جناح چوک۔ حاجی ولی محمد والا چوک کا نیا نام مجدد الف ثانی چوک۔ پرانی سبزی منڈی چوک کا نیا نام بخاری چوک۔ چوک مدرسہ والا کا نام نام عمرِ فاروق چوک۔ چوک مسجد یک مینار کا نیا نام علی چوک۔ چوک نمبر ۱۱۔۱۲۔۱۵۔۱۶ کا نیا نام بلال چوک۔ چوک نمبر ۱۱۔۱۰۔۱۵۔۱۴ کا نیا نام ابوبکر چوک۔ چوک نمبر ۱۰۔۹۔۱۴۔۱۳۔ کا نیا نام حسین چوک۔

روزنامہ ''پاکستان'' لاہور ۶ رستمبر ۲۰۰۴ء

سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک سے پرانی عمارت گرانے کا خیر مقدم

ٹی ایم اے کے اس اقدام سے تجارتی ماحول پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے: شیخ عبدالغنی

چیچہ وطنی (نامہ نگار) انجمن دکانداران جامع مسجد بازار چیچہ وطنی کے صدر شیخ عبدالغنی نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک سابق پرانی سبزی منڈی چوک والی بلڈنگ کو حسبِ ضابطہ منہدم کرنے پر ٹی ایم اے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے اردگرد کے تجارتی ماحول پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے علاوہ ازیں انجمن شہریاں رجسٹرڈ چیچہ وطنی نے اپنے ایک اجلاس میں تحصیل ناظم سے مطالبہ کیا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے نام سے منسوب اس چوک کی جلدی تعمیر شروع کرائی جائے اور چوک کے چاروں طرف سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک کی تختی نصب کی جائے۔ یاد رہے کہ مرحوم علی نواز کے دور میں بلدیہ نے اس چوک کو سرکاری طور پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نام سے منسوب کیا تھا۔

پریس ریلیز ۴؍ جولائی ۲۰۰۵ء

چیچہ وطنی (پ ر) مجلس احرار اسلام، تحریک تحفظِ ختم نبوت اور انجمن شہریاں (رجسٹرڈ) چیچہ وطنی نے بعض اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر کہ ''۲۰؍ جون کو تحصیل کونسل چیچہ وطنی کے ایک اجلاس میں منظور ہونے والی قرارداد کی روشنی میں پرانی سبزمنڈی چوک کا نیا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک رکھ دیا گیا ہے'' کو انتہائی شرانگیز اور سراسر خلافِ واقعہ قرار دیتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ مرحوم رائے علی نواز خاں چیئرمین بلدیہ چیچہ وطنی کے دورِ اقتدار (۱۹۸۴ء) میں مجلس احرار اسلام کی تحریکِ ختمِ نبوت کے زیر اثر شہر کے مرکزی فوارہ چوک کو شہداءِ ختمِ نبوت چوک کے نام سے منسوب کیا تھا اور بلدیہ چیچہ وطنی کے ہاؤس نے متفقہ طور پر اس کی منظوری بھی دی تھی۔ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے صدر خان محمد افضل، بھائی محمد رشید چیمہ، رضوان الدین صدیقی، محمد معاویہ رضوان، حکیم محمد قاسم اور انجمن شہریاں کے قائم مقام صدر سردار محمد نسیم ڈوگر نے ایک مشترکہ وضاحتی بیان میں کہا ہے کہ ۲۱ سال قبل جاری ہونے والے نوٹیفکیشن جس کا شہر کے تمام طبقات نے تاریخی خیر مقدم کیا تھا جس کی تاریخی اور قانونی حیثیت مسلمہ ہے جس کو سیاسی رقابت کے نام پر مشکوک بنانا انتہائی قابلِ مذمت اور مضحکہ خیز ہے۔ مجلس احرار اسلام کے ترجمان حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور مولانا منظور احمد نے تحصیل کونسل کے ریکارڈ کے حوالے سے وضاحت کی کہ ۲۰؍ جون ۲۰۰۵ء کو تحصیل کونسل کے کسی اجلاس میں نہ تو یہ قرارداد پیش ہوئی اور نہ ہی اس کا ریکارڈ میں کوئی تذکرہ ہے البتہ ۲۵؍ مئی ۲۰۰۵ء کو تحصیل کونسل کے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے یہ طے پایا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک کی تختی آویزاں کردی جائے جس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔

اشتہار روزنامہ ''اسلام'' لاہور (۵؍ جولائی ۲۰۰۵ء)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک چیچہ وطنی اور ریکارڈ درستگی

☆ دو روز قبل بعض اخبارات میں شائع ہونے والی خبر کہ ''20 جون 2005 کو تحصیل کونسل چیچہ وطنی کے اجلاس میں ایک قرارداد کی روشنی میں تحصیل کونسل چیچہ وطنی نے پرانی سبزمنڈی کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک رکھ دیا ہے'' حقائق اور بلدیہ کے ریکارڈ کے مطابق یہ سراسر جھوٹ اور سیاسی شعبدہ بازی کا مظہر ہے۔

☆ یاد رہے کہ اکیس 21 برس پہلے 1984ء میں مجلس احرار اسلام کی تحریک ختم نبوت کے زیر اثر اس وقت کے چیئرمین بلدیہ رائے علی نواز خاں (مرحوم) نے شہر کے مرکزی فوارہ چوک کا نام ''**شہداء ختم نبوت چوک**'' اور پرانی سبزمنڈی چوک کا نام ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری چوک'' بلدیہ کے ہاؤس سے منظور کروایا اور سرکاری طور پر اس کا نوٹیفکیشن بھی جاری ہوا۔

☆ اکیس 21 برس بعد ان منظور شدہ ناموں میں سے ایک کی از سر نو منظوری کی خبریں نہ صرف مضحکہ خیز ہیں بلکہ اپنے پیش رو لوگوں کے کارناموں پر اپنے ضمیر کی سیاہی مل کر تاریخی حقیقتوں کو کھرچنا نامناسب حرکت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد میں شریک ہونے کی توفیق سے نوازیں اور شر و فتن سے محفوظ فرمائیں (آمین یا رب العلمین)

منجانب! تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

---

(۱)

(۲)

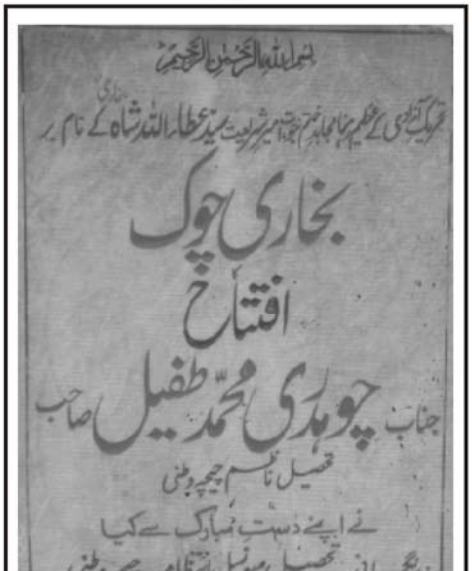

(۳)

گرامی قدر محترم ________ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مورخہ 20 جون 2005ء کو تحصیل کونسل کے اجلاس میں پرانی سبزی منڈی (المعروف کمبوہ چوک) کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی درخواست پر تحریک آزادی کے بانی و امیر اول عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم رہنما مجاہد ختم نبوت امیر شریعت **سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ** کے نام سے منسوب کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

اسکی باقاعدہ افتتاحی تقریب مورخہ 3 جولائی 2005ء بروز اتوار
بوقت 7:00 بجے شام منعقد ہوگی

خصوصی خطاب | مہمان خصوصی

ارشاد احمد صاحب

چوہدری محمد طفیل صاحب
تحصیل ناظم

منجانب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی
رابطہ کیلئے 480186-484062

(۱) ۱۹۸۴ء میں پہلی دفعہ رائے علی نواز خاں کے دور میں نصب کیا گیا بورڈ جو بلدیہ کے سٹور میں اب بھی موجود ہے
(۲) ۲۱ سال بعد ۲۰۰۵ء میں نصب کی گئی تختی (۳) ۳/جولائی ۲۰۰۵ء کے مبینہ دعوت نامے کا عکس، جس میں بعض موقع پرستوں کی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جیسی محترم جماعت کا نام غلط استعمال کیا گیا۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

کتاب:تفسیر صغیر کا تنقیدی جائزہ　تحقیق وترتیب:مولانا مشتاق احمد

ضخامت:۹۴صفحات　قیمت:۲۵روپے　ناشر:ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

دھوکہ دہی قادیانیت کا شیوہ ہے بلکہ تمام کا تمام مذہب ہی دھوکہ پر مبنی ہے۔ان کی کوئی بات دھوکہ کے بغیر نہیں چل سکتی۔مرزا قادیانی کا دعویٔ نبوت مہدی مسیح سب کا سب دھوکہ ہی ہے۔ان کے جانشین بھی دھوکہ دہی میں اپنے پیشرو سے کم نہیں۔مرزا البشیر الدین محمود جو مرزا قادیانی کا دوسرا خلیفہ ہے' نے قرآن مجید کا ترجمہ کچھ ضروری نوٹس کے ساتھ تفسیر صغیر کے نام پر کیا جس میں دھوکہ سے باز نہیں آیا۔کئی جگہ اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق ترجمہ کیا۔جو قرآن مجید کے الفاظ کا ترجمہ نہیں بلکہ تحریف اور تلبیس ہے۔قرآن کریم میں کس جگہ کیسے تحریف اور دھوکہ کیا' اس کو جاننے کے لیے مولانا مشتاق احمد صاحب کی کتاب ''تفسیر صغیر کا تنقیدی جائزہ'' پڑھیے۔انہوں نے یہ کتاب مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر لکھی ہے۔کتاب لائق مطالعہ ہے جس سے ہر طبقہ کے اہلِ علم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔خصوصاً ردّ قادیانیت کے عنوان پر کام کرنے والے حضرات کے لیے نہایت فائدہ مند کتاب ہے۔(تبصرہ:مولانا محمد مغیرہ)

کتاب:افشاءُالسّلام　مؤلف:مولانا عبدالرحمٰن ملی ندوی

ضخامت:۸۰صفحات　قیمت:۲۵روپے　ناشر:''مکتبہ السلام'' جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندوربار،مہاراشٹر انڈیا

''سلام'' اللہ تعالیٰ کا حکم، نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، ''سلام'' اہل ایمان کی شناخت اور پہچان ہے۔ اہلِ ایمان کے آپس میں تعارف، رابطہ اور محبت والفت کا ذریعہ ہے۔مسلمانوں کی تہذیب، ثقافت اور اخلاق کی علامت ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن ملی ندوی جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم بھارت میں استاذِ ادب اور عربی مجلّہ ''النور'' کے مدیر ہیں۔ انہوں نے ''سلام'' کی اہمیت اور فضائل پر نبی کریم ﷺ کی چالیس احادیث حلِ لغات، تشریح اور فوائد کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دی ہیں۔علمی اور تحقیقی اعتبار سے یہ ایک منفرد اور زندہ رہنے والی کتاب ہے۔محترم مؤلف مدظلہ نے جو پہلی حدیث نقل کی ہے تبرکاً پیشِ خدمت ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ سے روایت ہے کہ ''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اسلام میں (یعنی اسلامی اعمال میں) کیا چیز (اور کونسا عمل) اچھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (ایک) یہ کہ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ اور (دوسرے) یہ کہ جس سے جان پہچان نہ ہو' اس کو بھی اور جس نے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کرو' (صحیح بخاری و مسلم)

کتاب انتہائی اہم ہے۔کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی پاکستانی ناشر محترم مؤلف سے اجازت لے کر اسے طبع کر دے۔

(تبصرہ سید محمد کفیل بخاری)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **حاجی محمد عبداللہ مرحوم:** مجلس احرار اسلام (بستی بدلی شریف، رحیم یار خان) کے قدیم مخلص اور سرگرم کارکن تھے۔ ۳۱ مئی ۲۰۰۵ء کو انتقال کر گئے۔ جانشینِ امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاریؒ اور حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ کے فدائین میں سے تھے۔ گزشتہ ڈیڑھ سال سے بیمار تھے۔ چند ماہ قبل امیر احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ ان کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے تو بہت خوش ہوئے اور دعاءِ صحت کرائی۔ اللہ تعالیٰ نے صحت عطاء فرمادی لیکن کچھ عرصہ بعد پھر علیل ہو گئے اور جاں بر نہ ہو سکے۔ جماعت کے لیے ان کی مخلصانہ خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

● **مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ:** مجلس احرار اسلام لاہور کے رہنماء جناب قاری محمد یوسف احرار کے بڑے بھائی مولانا محمد اسماعیل صاحب ۱۵ر جولائی ۲۰۰۵ء بستی پروچڑاں، خان پور ضلع رحیم یار خان میں دورانِ نمازِ جمعہ انتقال کر گئے۔ مولانا محمد اسماعیل جامعہ خیر المدارس ملتان کے قدیم فضلاء میں سے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ وہ حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ جب حضرت ابوذر بخاریؒ جامعہ خیر المدارس میں استاد تھے تو مولانا محمد اسماعیل ان کے پاس پڑھتے تھے۔ ۱۹۶۲ء کے بعد کچھ عرصہ دفتر مجلس احرار اسلام ملتان میں ناظم بھی رہے اور حضرت ابوذر بخاریؒ کی تربیت میں رہ کر جماعت کے لیے خدمات انجام دیں۔ اُن کے انتقال سے احرار حلقے ایک مخلص ساتھی سے محروم ہو گئے۔

● مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے قدیم کارکن جناب حافظ محمد عباس کے بھائی حافظ محمد الیاس ۸ر فروری ۲۰۰۵ء کو رحلت فرما گئے۔

● چیچہ وطنی میں ہمارے ساتھی حافظ محمد نعیم کے والد گرامی شیخ خوشی محمد انتقال فرما گئے۔

● چیچہ وطنی میں دار العلوم ختمِ نبوت اور جماعت کے دیرینہ معاون اور حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے بے تکلف دوست شیخ عبدالغنی بلاک نمبر ۱۲ والے انتقال فرما گئے۔

● چیچہ وطنی میں ہمارے دیرینہ ساتھی و معاون جناب شیخ محمد سلیم کے والد گرامی شیخ محمد مشتاق گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔

● مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں (ضلع گجرات) کے معاون جناب ڈاکٹر وسیم ریاض چودھری کی دادی صاحبہ ۲۵ مئی بروز بدھ انتقال کر گئیں۔ مرحومہ امیر شریعت کے والد ماجد حضرت حافظ سید ضیاء الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردہ تھیں۔ وہ خانوادۂ امیر شریعت سے بہت زیادہ الفت رکھتی تھیں۔ مرحومہ کی وصیت تھی کہ ان کا نمازِ جنازہ امیر شریعت کے خاندان کا کوئی فرد پڑھائے۔ چنانچہ ان کی نمازِ جنازہ حضرت امیر شریعت کے بھتیجے سید محمد یونس بخاری نے پڑھائی۔

● چودھری ارشد مہدی (ناگڑیاں، ضلع گجرات) کے چچا جان چودھری محمد خان انتقال کر گئے۔ وہ منشی علی اکبر مرحوم کے بھائی تھے جو سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی دوست تھے۔

- ملتان میں ہمارے معاون جناب محمد زاہد اقبال کے والد جناب حاجی محمد رمضان ۳ / جولائی کو وفات پا گئے۔
- جناب رانا خورشید احمد ایڈووکیٹ، ملتان میں ہمارے قدیم مہربان تھے۔ ۲۴ / جولائی کو عارضۂ قلب سے اچانک رحلت کر گئے۔ مرحوم کے فرزند حافظ عاصم جبران نے مدرسہ معمورہ میں قرآنِ کریم حفظ کیا۔

اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور ''نقیبِ ختم نبوت'' کے تمام خدام، مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ احباب وقارئین سے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے صحت

- مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر جناب چودھری ثناء اللہ بھٹہ کوٹریفک کے ایک حادثہ میں شدید چوٹیں آئی ہیں اور وہ لاہور کے ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔
- حضرت امیر شریعت کے محبِّ قدیم مولانا محمد بشیر اختر الہٰ آبادی ضعیفی کی وجہ سے نہایت کمزور اور علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے قدیم کارکن بھائی محمد سلیم کافی عرصہ سے علیل ہیں۔
- جناب مسعود اختر صاحب (سلیمی دواخانہ ملتان) شدید علیل ہیں۔
- جناب عبدالمنان معاویہ (الہٰ آباد ضلع رحیم خان) کی والدہ ماجدہ اور خالہ محترمہ سخت علیل ہیں۔

احباب وقارئین ان کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ اور صحت وسلامتی عطا فرمائیں۔ (آمین)

قارئین ''بینات''، علماء اور طلباء کے لیے
خوشخبری
''آپ کے مسائل اور ان کا حل''
(اعلیٰ ایڈیشن)
اصل قیمت: -/1600 روپے
رعایتی سیل صرف -/550 روپے
''اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم''
قیمت صرف: -/70 روپے
مکمل سیٹ اتنے کم دام میں ملا ہے نہ ملے گا

مکمل 10 جلد، اعلیٰ کاغذ عمدہ طباعت شہیدِ اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی مایہ ناز تصنیف طلباء وعلماء کے لیے گرانقدر علمی خزانہ محدود مدت کے لیے

نوٹ: بیرونِ کراچی والے ڈاک خرچ: -/130 روپے مزید ارسال کریں

مکتبۂ بینات علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 74800

سالانہ انٹرنیشنل پیغام قرآن کانفرنس

21 اگست 2005ء اتوار الحمرا ہال لاہور

حسب ذیل حضرات علماء کرام شرکت فرمائیں گے

حضرت مولانا **انظر شاہ کشمیری** مدظلہ

شیخ الحدیث دارالعلوم وقف انڈیا • سرپرست: مجلس احرار اسلام ہند

- جسٹس (ر) مفتی **محمد تقی عثمانی** • قائد جمعیت مولانا **فضل الرحمٰن**
- قائد احرار مولانا **سید عطاء المہیمن بخاری** • قاری **محمد حنیف جالندھری**
- مولانا **زاہد الراشدی**

ان کے علاوہ اندرون و بیرون ممالک سے علماء کرام و مشائخ عظام بڑی تعداد میں شرکت فرما رہے ہیں

الداعی: قاری محمد زکریا زکی سیکرٹری جنرل نفاذ شریعت پاکستان 0300-4077955,0333-8622841

استقبالیہ

بعد نمازِ مغرب تا عشاء

مہمانِ خصوصی: حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری مدظلہ

صدارت: قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

رابطہ: سید محمد کفیل بخاری
ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

فون
042-5865465
0300-6326621

دفتر احرار
69/c حسین سٹریٹ
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن
لاہور

Monthly "Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat" Multan. Regd. M. No: 32

توحید و ختم نبوت کے علمبردارو! ایک ہو جاؤ! (مجددِ احرار سید ابوذر بخاریؒ)

یوم تحفظ ختم نبوت کے مبارک موقع پر

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور

7 ستمبر 2005ء بروز بدھ بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

زیر صدارت

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

دینی و سیاسی رہنما، دانشور، صحافی اور وکلاء خطاب کریں گے

شعبہ نشر و اشاعت

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور

رابطہ

لاہور 042-5865465 ملتان: 061-511961 چیچہ وطنی: 0445-482253 چناب نگر: 04524-211523

Designed by 0300-7345096